ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

۵ جمادی الاوّل ۱۴۳۰ھ مئی ۲۰۰۹ء

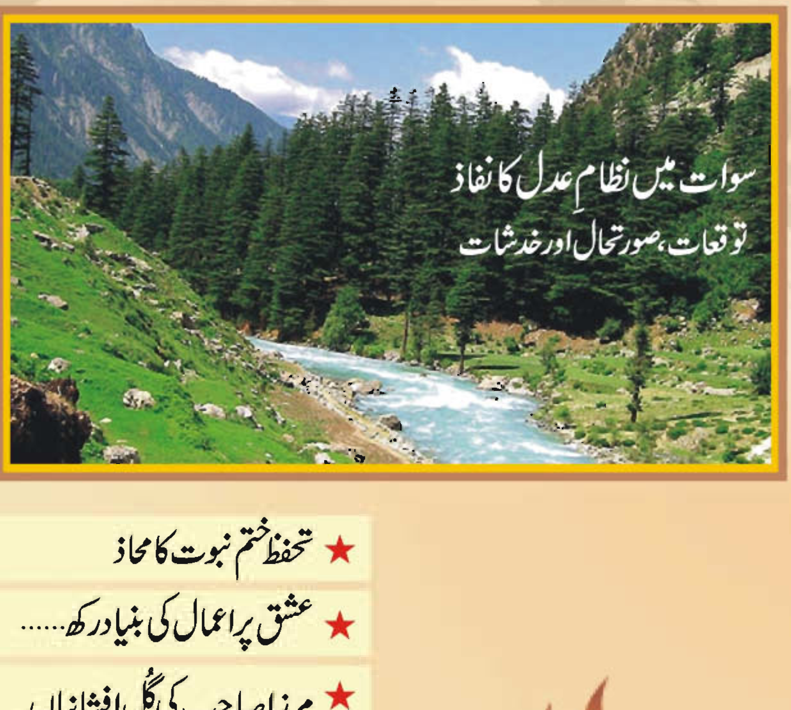

- ★ تحفظ ختم نبوت کا محاذ
- ★ عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ......
- ★ مرزا صاحب کی گُل افشانیاں
- ★ قادیانی مذہب میں خدا کا تصور

نورِ ہدایت

القرآن

''(مسلمانو!) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ یقین جانو اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ بے شک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو۔ تم میں سے جو لوگ صاحبِ اختیار ہوں، ان کی بھی۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اگر تم واقعی اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالہ کر دو۔ یہی طریقہ بہترین ہے اور اس کا انجام بھی سب سے بہتر ہے۔''

(النساء: ۵۸، ۵۹)

الحدیث

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں کی ہیں، جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں۔ ہم نے ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں رکھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلا دوں جو اُن سب کو جامع ہو۔ تم یہ کہا کرو:

''اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اس شر سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ جس سے تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ طلب کی۔ تو یہی وہ ذات ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور تو ہی وہ پہنچنے والا ہے۔ گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔'' (ترمذی شریف)

الآثار

درسِ عبرت

''حق کی بات کہنے سے کبھی گریز نہ کرو خواہ تمہارے سر پر تلوار ہی کیوں نہ لٹک رہی ہو۔ کیا تم موت سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ربِ کائنات نے موت کا ایک دن اور ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ پھر موت سے ڈر کر سچی بات کہنے میں ہچکچاہٹ اختیار کرنا، انتہائی بزدلی ہے اور ایمان کی کمزوری ہے۔ کمزور اور بزدل قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ زمین کی پیٹھ کا بوجھ بن کر زندہ رہے۔ کمزور اور ضعیف ایمان ایسا گھن ہے جو اندر ہی اندر قوم کو کھا جاتا ہے۔ مشکلات کے راستے سے ڈر کر اللہ کے راستے سے فرار اختیار کرنا بغاوت ہے اور باغی کی سزا تم جانتے ہی ہو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا حشر بھی وہی ہو جو تم سے پہلی قوموں کا ہوا ہے۔ کیا کھنڈروں میں ڈھلی ہوئی بستیاں جو قہر خداوندی کا نشانہ بنیں اور صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئیں، تمہاری عبرت کے لیے کم ہیں؟ جہاد ایمان کی روح ہے اور مجاہد دین کا ستون، جہاد سے انکار کفر ہے اور کفر ظلمتِ قلب۔ دل سیاہ ہو تو انسان انسانیت کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔ دل کی بستی تاریک ہو تو انسان خدا کو بھول کر عیش و عشرت میں کھو جاتا ہے۔ دل ہی ظلمت نگر ہو تو تیغ وسناں جو انسان کے زیور ہیں، ان کی جگہ طاؤس ورباب لے لیتے ہیں۔ جب قومیں طاؤس ورباب کی رسیا ہو جاتی ہیں تو مٹ جاتی ہیں اور ان کی تباہی دوسروں کے لیے عبرت کا درس بن جاتی ہے۔''

(امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 20 شمارہ 5 جمادی الاولیٰ 1430ھ / مئی 2009ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	سوات میں نظامِ عدل کا نفاذ (توقعات، صورتحال اور خدشات)	مدیر	2
دین و دانش:	درسِ حدیث	مولانا عبد اللطیف مدنی	4
//	عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ......	محمد ابوبکر صدیق	6
شاعری:	سرنگوں اسمِ محمد پہ قلم ہوتا ہے	عابد صدیق	9
//	مجددِ اعظمؒ	سید ابوذر بخاریؒ	10
//	معلوم، نامعلوم	ذوالکفل بخاری	15
//	ملتان پوچھتا ہے	ساغر صدیقی	16
//	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	17
افکار:	ملک و ملت کی سلامتی کے لیے طریقِ عمل	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	18
//	''لوٹاں، سودی، چھلار چٹ اے''	عبد الستار معاویہ	20
//	ماں	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	23
ردِّ قادیانیت:	مرزا صاحب کی گل افشانیاں	شیخ راحیل احمد	24
//	قادیانی مذہب میں خدا کا تصور	علامہ طالوتؒ	38
//	تحفظِ ختمِ نبوت کا محاذ	سید میر رمیز احمد	41
شخصیت:	حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ	پروفیسر خالد شبیر احمد	43
طنز و مزاح:	حرف و حکایت	عنقا	50
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقائے کار

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبد اللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ——— -/200 روپے
بیرونِ ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

100-5278-1

0278

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎ 061-4511961

www.mahrar.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim. Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　مدیر

سوات میں نظامِ عدل کا نفاذ

توقعات، صورتحال اور خدشات

۱۴/اپریل ۲۰۰۹ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے سوات میں ''نظامِ عدل'' کے نفاذ کی قرارداد کثرتِ رائے سے منظور کر لی اور صدر مملکت نے اس پر دستخط کر دیئے۔ حکومت کا یہ اقدام نہ صرف سوات کے عوام کی اکثریت کے دلوں کی آواز ہے بلکہ پاکستان کے عوام کے دینی و اعتقادی جذبات کی ترجمانی ہے۔

پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں وانا، وزیرستان، بلوچستان اور سوات کے علاقوں میں نام نہاد دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں عوام کے خلاف فوجی آپریشنز شروع کیے گئے۔ دوسری طرف امریکی و نیٹو افواج نے ڈرون حملے کیے۔ جس کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ انسان مارے گئے۔ اس جنگ میں پاک فوج کا بھی شدید جانی و مالی نقصان ہوا۔ عوام میں اپنی ہی فوج کے خلاف نفرت اس پر مستزاد تھی۔ قومی اسمبلی کی طرف سے نظامِ عدل کی حمایت سے سوات امن معاہدے کو مزید تقویت ملی، امن بحال ہوا اور فوج کے خلاف نفرت، محبت میں تبدیل ہوگئی۔

نظامِ عدل کا نفاذ اس وقت ملکی و بین الاقوامی، پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کا موضوعِ سخن ہے۔ حمایت اور مخالفت میں بہت کچھ لکھا اور بولا جا رہا ہے لیکن ناقدین اور تجزیہ نگاروں کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس اقدام سے ریاستی ادارے مستحکم ہوں گے، پارلیمنٹ کی خود مختاری قائم ہوگی، امن بحال ہوگا اور لوگوں کو اُن کی خواہش کے مطابق سستا اور فوری انصاف ملے گا۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۹ء تک ان علاقوں میں یہی قوانین رائج تھے جنھیں ''نظامِ عدل'' کا نام دیا گیا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں ریاست سوات نے پاکستان سے الحاق کیا اور مالاکنڈ کمشنری نظام میں مدغم ہوگئی۔ اسی طرح بعض دیگر علاقوں نے بھی پاکستان سے الحاق کر لیا۔ اگر ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۹ء تک نظامِ عدل سے پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تو ان شاء اللہ اب بھی نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ نظامِ عدل کے نفاذ کے بعد صوفی محمد اور مولوی فضل اللہ نے پاکستان سے وفاداری اور ملکی سلامتی کے لیے ہر قربانی دینے کا اعلان بھی کیا۔

بلاشبہ پاکستان کے عوام کو سوات کی ''تحریک طالبان'' اور ''کالعدم تحریک نفاذِ شریعت محمدی'' کی قیادت سے بہت ہی اچھی توقعات وابستہ تھیں اور ہیں لیکن موجودہ صورتِ حال ان توقعات کے حق میں بہتر ثابت ہونے کی بجائے خدانخواستہ مستقبل کے خدشات میں تبدیل ہوتی نظر آ رہی ہے۔

صوفی محمد صاحب نے اپنے تازہ بیانات میں سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور اس کے ماتحت تمام عدالتی نظام کو سخت لہجے میں مسترد کردیا ہے۔ان کے حالیہ بیانات پر انہی حکومتی حلقوں میں تشویش پیدا ہوئی ہے جو نظامِ عدل کو منظور کرنے والے ہیں۔اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ تحریک طالبان اور تحریک نفاذ شریعت محمدی کی قیادت سنتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ریاستِ مدینہ منورہ کی طرز پر سب سے پہلے سوات کو ایک ماڈل اسلامی ریاست بنائیں۔اِدھر اُدھر کے موضوعات کو نہ چھیڑیں۔اس کے ساتھ ساتھ ملک بھر سے جید علماء پر مشتمل مجلس شوریٰ قائم کریں۔تمام فیصلے، پالیسیاں اور بیانات مجلس شوریٰ کی طے کردہ پالیسی کے مطابق ہوں۔اگر موجودہ صورتحال قائم رہی تو خدانخواستہ ساری محنت، جدوجہد اور قربانیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ ہے۔امید ہے کہ صوفی محمد صاحب حلم، تدبر، فراست اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے پُرامن جدوجہد جاری رکھیں گے۔

بلوچستان کا مسئلہ:

پاکستان کا صوبہ بلوچستان معدنی وسائل کا منبع اور مرکز ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس دھرتی میں سونا، گیس، پیٹرول، تانبا اور نہ معلوم کیا کیا نعمتیں سمودی ہیں۔المیہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کو ان نعمتوں سے محروم رکھا گیا اور ملک بھر کے عوام نفع اٹھا رہے ہیں۔اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس سلگتے ہوئے سوال کا جواب وہی لوگ دیں گے جو اس ظلم کے ذمہ دار ہیں۔اس طرزِ عمل سے بلوچی عوام میں احساسِ محرومی بڑھا اور شدت اختیار کرتا چلا گیا۔حتیٰ کہ اب نواب براہمداغ بگٹی اور بعض دیگر سرداروں نے بلوچستان کو پاکستان سے الگ ایک آزاد ریاست قرار دینے کا مطالبہ کردیا ہے۔انھوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ آزاد بلوچستان کے قیام کے لیے امریکہ، بھارت اور ایران ہمارا ساتھ دے۔سابق ڈکٹیٹر مسٹر پرویز مشرف نے بلوچستان میں فوجی آپریشن کیا، سینکڑوں بے گناہوں کو شہید کیا اور نواب اکبر بگٹی کو قتل کر کے نفرتوں کے الاؤ روشن کیے۔گزشتہ دنوں تین بلوچ رہنماؤں کو انتہائی بے دردی سے قتل کردیا گیا۔ان واقعات کے ردّعمل میں نفرت وتعصب اس انتہا پر پہنچ گئے کہ واپسی ناممکن دکھائی دے رہی ہے۔امریکہ کو گوادر ہضم نہیں ہو رہا۔تیل، گیس اور سونا اُسے بے چین کیے ہوئے ہے۔وزیر اعظم گیلانی بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں بیرونی طاقتوں کے ملوث ہونے کا اظہار فرما رہے ہیں۔اگرچہ انھوں نے ملکی سلامتی کے حوالے سے خدشات کو مسترد کردیا ہے مگر حقیقت تو یہی ہے کہ سلامتی کو خطرات لاحق ہیں۔

امریکہ پاکستان کے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔نواز شریف صاحب کی بولی بھی بدلنا شروع ہوگئی ہے۔اب اوبامہ اُن کی پسندیدہ شخصیت ہیں۔یہ راز ان پر حالیہ دنوں میں ہی کھلا ہے۔آنے والے دنوں میں وہ مزید کھلیں گے اور کھلتے ہی چلے جائیں گے۔اللہ خیر کرے، آثار اچھے نہیں ہیں۔اس وقت ملک کی تمام سیاسی ودینی قوتوں کو پاکستان کی بقاء، سلامتی ودفاع اور استحکام کے بارے میں سوچنا چاہیے اور متحد ہو کر عالمی استعمار کی تمام سازشوں کو ناکام بنانے کی پُرامن جدوجہد کرنی چاہیے۔ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اور وطن عزیز کا ہر شہری انتہائی پریشان ہے۔حکمران اور سیاست دان مل بیٹھ کر سوچیں اور قومی وحدت پیدا کرنے میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کردیں۔اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔(آمین)

درسِ حدیث

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے

باب ماجاء فی تعظیم الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا عبداللطیف مدنی (استاذ الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ)

حدیث:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے

حدیث:

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر جھوٹ نہ بولا کرو اس لیے کہ جس نے ایسا کیا وہ دوزخ میں جائے گا۔

حدیث:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا (راوی کہتے ہیں میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً بھی فرمایا) وہ دوزخ میں اپنا گھر بنالے۔

تشریح:

ان مذکورہ تین احادیث کا مضمون ایک ہی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا بہت بڑا گناہ اور شدید عذاب کا باعث ہے۔ پہلی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ علمائے کرام نے اس کے دومعنیٰ بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ تمہیں مجھ پر جھوٹ بولنے کے مقابلے پر آگ میں داخل ہونا گوارا ہوجانا چاہیے۔ اور دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ جو مجھ پر قصداً جھوٹ بولے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ دوسری حدیث اس معنی پر صراحتاً دلالت کررہی ہے۔ اور تیسری حدیث کے معنیٰ پہلی حدیث کی مانند ہیں...... بلاشبہ مطلقاً جھوٹ بولنا ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے خواہ دین کے معاملے میں، عبادات سے متعلق ہو یا معاملات سے علی الاطلاق جھوٹ ناجائز اور حرام ہے اور سید الصادقین (سچوں کے سردار) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا تو شدید ترین گناہ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے '' اِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلَی النَّاسِ ،، میرے اوپر جھوٹ بولنا لوگوں پر جھوٹ بولنے جیسا نہیں ہے۔ جھوٹ بولنا تو مطلقاً حرام ہے۔ اگر اس کا تعلق آپ کی ذاتِ اقدس ہوگیا تو حرمت میں اور شدت آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جھوٹ بولنا بہت ہی زیادہ برا ہے، اس کا انجام بس جہنم ہی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو نہایت سخت الفاظ میں زجر وتوبیخ فرمائی ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں جلنے لے لیے تیار ہوجائے اس لیے کہ ایسا بدبخت جو کائنات کی سب سے بڑی صادق ومصدق شخصیت پر

بہتان باندھتا ہے وہ ایسی سزا کے لائق ہے کہ اسے جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کے حوالے کر دیا جائے۔

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف کسی غلط بات کو منسوب کرنا حرام اور شدید ترین گناہ ہے اور ایسا جھوٹا آدمی خدائے غالب و جبار کے سخت عذاب میں گرفتار ہوگا اور بعض علماء جیسے امام محمد جہنیؒ نے اس جرم کو اتنا سخت قرار دیا ہے کہ اس شخص پر کفر کا حکم لگایا ہے۔

تنبیہ:

حدیث مذکور '' مَنْ كَذِبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً '' الخ کے متعلق علماء نے فرمایا ہے کہ یہ بڑے اونچے درجے کی متواتر حدیث ہے اس لیے کہ اس حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت نقل کرتی ہے چنانچہ بعض محدثین کے فرمان کے مطابق باسٹھ (۶۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کو راویت کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

موضوع اور خود ساختہ احادیث بیان کرنا

باب ما جآ ء فی من روٰی حدیثا وھو یرٰی انّہ کذب

حدیث:

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس کے متعلق اس کا گمان ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ شخص دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور اگر الکاذبین جمع کی صورت ہو تو معنیٰ یہ ہے کہ وہ جھوٹے آدمیوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

حضرت امام عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد عبداللہ ابن عبدالرحمٰنؒ سے اس حدیث کے سلسلے میں پوچھا کہ کیا وہ شخص بھی اس میں داخل ہے جو ایک حدیث روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ اس کی سند غلط ہے یا وہ حدیث مسند بیان کی ہے جسے بعض نے مرسل بیان کیا یا سند الٹ دی؟

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا ''نہیں'' کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے ایسی حدیث بیان کی جس کی کوئی اصل نہیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ اس حدیث کے مطابق جھوٹا ہے۔

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی حدیث کو لوگوں کے سامنے بیان کرے جو واقع میں میری حدیث نہیں ہے اور پھر اس کو یہ معلوم بھی ہو میں جو حدیث بیان کر رہا ہوں وہ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے بلکہ وضع کی گئی ہے اس لیے جھوٹا ہے کہ اس نے سچوں کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اور جھوٹ بات کی نسبت کی ہے اور یہ شخص جو اس حدیث کو بیان کر رہا ہے وہ اس لیے کذاب اور جھوٹا ہے کہ وہ بیان کرنے والا یہ جانتے ہوئے کہ یہ غلط حدیث ہے دوسروں تک پہنچا کر اس شخص کی مدد کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس طرح جھوٹی حدیث بنانے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوگا اسی طرح اس کو بیان کرنے والا بھی عذاب الٰہی سے دوچار ہوگا اور اسے سخت سزا دی جائے گی۔

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ......

محمد ابوبکر صدیق (دار العلوم مدنیہ، بہاول پور)

کیا تم نے شمع پر جل مرتے پروانوں کو دیکھا ہے......؟ تمنائے زندگی سے بے پروا، روشنی کی کثیف کرنوں کے اسیر......سود و زیاں سے بے خبر...... بے چینی، بے کلی اور بے قراری سے......مگر دیوانہ وار شمع کے گرد طواف کرنے والے پروانوں سے کبھی تم نے پوچھا کہ اس کی اس تشنہ کامی کا سبب کیا ہے؟......کبھی تم نے پوچھا کہ اس جہد پیہم کے پیچھے کون سی قوت کارفرما ہے......؟

وہ ایک کیفیت ہے جو الفاظ وعبارات سے بالاتر......وہ اک حقیقت جو حکایت کے قابل بھی نہیں کہ مقفّٰی کلام اور مسجع الفاظ کی مرصع رداء میں لپٹ کر آشکارا ہو......عشق ومحبت کی وہ ایک غیر مجسم قوت......جس کے سامنے ننگ وناموس اور عزت وشرافت کی کوئی حیثیت نہیں......کیونکہ جب یہ قوت، گوشت کے بنے لوتھڑے میں سما جائے، تو محبوب کو ہر چیز پہ غالب کر دیتی ہے......پھر زندگی کی تمنا رہتی ہے نہ مال کا خیال......نہ تکلیف کا خوف رہتا ہے نہ موت کا ڈر......تب ہر عبادت میں لذت اور ہر تکلیف میں راحت محسوس ہوتی ہے......

وہ ایک قوت کہ غیر مرئی لہروں کے پیمانے ایجاد کرنے والے، اس کی پیمائش کے پیمانے ایجاد کرنے سے قاصر رہے......مگر بنی آدم کے جنونِ ستم کی انتہا دیکھیے کہ ہر زمانہ میں عشاق کے جذبوں کی پیمائش کرتا رہا......ستم گروں کے حشر ساماں ستم ایسے کہ عقلیں لب بام محو تماشہ اور افکار وانظار انگشت بدنداں رہ گئے......مگر آفریں ان بادہ خواروں پر کہ ظلم کی چکی میں پس پس کر بھی ''ہل من مزید'' کا نعرہ بلند کرتے رہے۔

کیا تمہیں بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ یاد نہیں جب ستم گروں نے انہیں گرم تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر اور سینے پر بھاری پتھر رکھ کر عشق کو تولا تھا لیکن عشق جیت گیا......پھر ستم گروں نے خباب ابن الارت رضی اللہ عنہ کو جھلسا دینے والی دوپہروں میں، زرہ پہنا کر گرم ریت پر ڈال دیا کہ شاید عشق ہار جائے لیکن وہ پھر بھی جیت گیا......پھر ستم گروں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا اور جب چاروں طرف سے کفار جمع ہو کر ان کے قتل کے درپے ہوئے تو پوچھا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھے......پھر عشق کی ایک بلا خیز تصویر احد میں دیکھیے......کفار کی ایک جماعت شمعِ حق بجھانے کا ناپاک عزم لے کر بڑھی...... نبی السیف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان کو منتشر کر دے وہ جنت میں میرا ساتھی ہو......وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ تلوار لے کر تنِ تنہا اس جماعت پر جا پڑے اور ان کو

تتر بتر کر دیا...... پھر وہ جماعت دوسری مرتبہ بڑھی، پھر تیسری مرتبہ بڑھی اور ہر بار وہب بن قابوس رضی اللہ عنہ جنت کی بشارت لیتے اور حملہ کر دیتے...... پھر تیسری مرتبہ کے بعد وہ کفار کے جمگھٹے میں جا گھسے اور شہید ہو گئے۔ شمعِ حق کے حقیقی پروانوں کے یہ واقعات ہمارے لیے نمونہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خفیف سی ناگواری دیکھ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا چادر کو جلا دینا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے ''ذُبَابٌ'' کا لفظ سن کر بال کٹوا دینا...... انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا قبہ گرا دینا...... امتثال حکم کی ادنیٰ مثالیں ہیں اور امتثال حکم بجائے خود ایک بڑی اہم چیز ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ جان قربان کر کے بتایا کہ ''معیارِ عشق'' کیا ہے؟

ان عشاق کا تو یہ حال کہ جان تک قربان کر دی اور ہم صرف حکم پورے کرنے میں بھی ٹال مٹول کرتے ہیں......
اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا حکم فرمایا اور گانے بجانے سے منع فرمایا۔ دوسروں کو تکلیف دینے سے منع فرمایا اور دوسرے کتنے اوامر و نواہی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمائے جو اسلامی پرامن اور معیاری معاشرے کی بنیاد ہیں لیکن ایک ہم ہیں کہ ان پر عمل کرنے کا نام نہیں لیتے...... نسلِ نو کے معماران کی اہمیت اجاگر کرنے کو عبث گردانتے ہیں۔

کیا ہم نے کبھی سوچا کہ حدود اللہ سے غفلت مجرمانہ اور تعلیماتِ اسلامیہ سے روگردانی کتنا بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

ترجمہ: ''جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو کسی مؤمن مرد اور مومنہ عورت کا کام نہیں ہے کہ ان کے معاملے میں ان کو کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرے گا۔ پس تحقیق وہ گمراہ ہوا کھلی گمراہی۔'' (الاحزاب: ۳۶)

نماز کی دعوت دی جائے تو فوراً کوئی نہ کوئی کام بیچ میں آپڑتا ہے...... حج، زکوٰۃ یا کوئی اور دینی کام ہو تو بے شمار عذر لنگ آڑے آجاتے ہیں...... ہاں اگر داڑھی کٹوانی ہو، گانا بجانا ہو، یا موسیقی سننی ہو تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی تاویلات کی نذر کر دیا جاتا ہے...... میاں! اگر اوامر شرع پر عمل نہیں اور منہیات سے رکنا نہیں تو پھر تم کیسے مسلمان ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

''گر مقابل ہو آئینہ تو پھر عکس دیکھیے''

کیا ہم نے احکام اسلامیہ کو پس پشت ڈال دیا؟ کیا ترکِ سنت ہمارا وطیرہ نہیں بن چکا؟ ...... فیشن کے نام پر سنتوں کا مذاق اڑانے والے ہمارے معاشرے کے ہی فرد نہیں؟ ...... ستم بالائے ستم، کیا ہم ترکِ نہی عن المنکر کے گناہوں میں ملوث نہیں؟ ...... ایک حدیث ذہن نشین کر لیجیے۔

عَن عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا ، قالت ''دخل علی النبی صلی اللّٰہ وسلم فعرفت فی وجھہ ان قد حضرہ' شیءً فتوضا ء ومالکم احد فلصقت بالحجرۃ استمع مایقول فعقد علی المنبر فحمداللّٰہ واثنیٰ علیہ وقال یا ایھاالناس ان اللّٰہ تَعَالیٰ یَقُوْلُ لَکُمْ مُرُوا بالمَعروف وانھو عن المنکر قبل ان تدعوا فلا اجیب لکم وتسئلونی فلا اعطیکم وتستنصرونی فلا انصرکم فما زاد علیھن حتّٰی نزل.

(رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ کذافی الترغیب)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پرتشریف لائے تو میں نے چہرہ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا ''لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرتے رہو، مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو، تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں'' یہ کلمات طیبات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

اگر آپ حدیث سمجھ چکے ہیں اور کچھ نہ کچھ کر گزرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو پھر آیئے!......آج ہی اپنے آپ کو سنت کے قالب میں ڈھال کر انبیاء کرام علیھم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنا شروع کردیں۔ روشنی اور راستی کا یہ حسین سفر جس کی ابتداء بظاہر مصیبتوں اور دشواریوں سے پُر ہے لیکن استقامت کے رستے میں یہ دشواریاں ''پرکاہ'' کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں۔ اگر آپ اس مرحلے کو عبور کرلیں تو انجام ''انشاءاللہ'' آپ کے لیے حیرت انگیز خوشیاں لے کر آئے گا۔

راہ وفا میں ہر سو کانٹے دھوپ زیادہ سائے کم
لیکن اس پر چلنے والے خوش ہی رہے پچھتائے کم

راہ وفا میں تکالیف سے ہرگز نہ گھبرانا، کبھی اداسی اور تنہائی سے خوف آئے تو غارِ حرا میں جھانک لینا، اپنوں کی طعن وتشنیع سے پریشانی ہو تو احد کے قریب مجمع میں کھڑے ہو کر پتھر پھینکنے والے ابولہب کو دیکھ لینا، اور پہلے پہل اسلام کے خلاف اٹھنے والی ''تَباً لَکَ یا مُحَمَّد ،أَلِھٰذا جَمِعْتَنَا ؟'' کی صدا سن لینا، غیروں کے ظلم کا خوف ہو تو شعب ابی طالب میں محصور خاندان نبوت کو دیکھ لینا، بے بسی اور بے کسی کی چکی میں پسنے لگو تو ایک نظر طائف میں خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے رستے ہوئے خون کے معصوم قطروں کو دیکھ لینا، لیکن ہمت نہ ہارنا کیونکہ......

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

سرنگوں اسمِ محمد پہ قلم ہوتا ہے

عابد صدیق مرحوم

لوح پر حضرتِ حق کا جو کرم ہوتا ہے　　سرنگوں اسمِ محمد پہ قلم ہوتا ہے
حرف توصیف میں تیری جو رقم ہوتا ہے　　استعارات و معانی کا بھرم ہوتا ہے
کہکشاں دھول کی مانند ہے پیچھے پیچھے　　جس جگہ تیری سواری کا قدم ہوتا ہے
شرم سے سرخ ترے سامنے سورج دن میں　　ماہِ نو رات کو تعظیم سے خم ہوتا ہے
حامد و احمد و محمود و محمد لکھیے　　ورنہ ہر لفظ میں اِک پہلوے ذم ہوتا ہے
تیری توصیف کا حق ہم سے ادا کیونکر ہو　　ایک قرطاسِ ندامت ہے جو نم ہوتا ہے
حد سے حد عمر بتا دیں گے ثنا میں تیری　　ذکر جتنا ہو ترا پھر بھی وہ کم ہوتا ہے
دل پہ جو اترے ترے، عین کلامِ حق ہے　　منہ سے جو نکلے وہ جبریل کا دم ہوتا ہے
ذکر سے تیرے ہَوا دیتے ہیں اِس شعلے کو　　اثرِ عشق اگر سینے میں کم ہوتا ہے
اے تری یاد سے غافل ہوں تو دنیا اندھیر　　اے ترا ذِکر نہ کرپائیں تو غم ہوتا ہے

نطق کا شکر ادا ہوتا ہے عابدؔ تب ہی
تیری مدحت کا سلیقہ جو بہم ہوتا ہے

(۱۹۹۵_۹۷ء)

☆☆☆

مجدّدِ اعظم

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ہدیۂ زہیدہ بحضور امامت پناہ، سیادت پائیگاہ، قائد انقلابِ اسلامی، مجددِ اعظم
مجاہدِ جلیل، امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

یہ طویل نظم یوم شہداء بالاکوٹ ۲۴؍ ذوالقعدہ ۱۳۶۹ھ مطابق ۸؍ستمبر ۱۹۵۱ء بروز جمعۃ المبارک ’’مرکزی نادیۃ الادب الاسلامی پاکستان‘‘ ملتان کے اجلاس عام میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھی۔ اس اجلاس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ بھی شریک ہوئے اور مکمل سرپرستی فرمائی۔ ایک تاریخی یادگار کے طور پر ہم اسے ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ (مدیر)

☆☆☆

عزمِ تجدید تاسیس سے کم نہیں ، تو امامت کی تجسیم بن کر اٹھا
ارضِ مشرق کے تاریک ماحول میں ، نورِ ایقاں کی تقویم بن کر اٹھا
تیری جہدِ نوی دینِ محکوم کی ، برتری کا نرالا سا پیغام تھی
تیری آواز بھی تشنہ ارواح کو بادۂ حق پژوہی کا اک جام تھی
تیرے کردارِ محکم کی تحریک سے سرد سینوں میں پھر دل دھڑکنے لگے
تیرے عزمِ مصمّم کی تسخیر سے ذرّے خورشید بن کر دمکنے لگے
تیری تبلیغ تھی ورثۂ انبیاء ، تیری تعلیم سنت کی تجدید تھی
تیری تحریک تھی انقلاب آفریں اور قیادت خلافت کی تقلید تھی
تیرے نورِ تقدّس کی تاثیر سے معصیت کا کلیجہ بھی چھلنی ہوا
تیری روحِ تجدُّد کی تسخیر سے جادوئے شرک و بدعت ہوا ہو گیا
تیری جانکاہیوں اور جگر سوزیوں سے ، منور ہوئی شمعِ ایقان پھر
تیری خُوں پاشیوں اشک افشانیوں سے ہوئی بارور کشتِ ایمان پھر
تیرے پیغمبرانہ اٹل عزم نے گردشِ دہر کا رخ بدل ہی دیا
تیری للکار کی گونج سے کفر و الحاد و طاغوت کا دل دہلنے لگا

تیرے ہاتھوں سے احیاء وتنفیذِ دیں، دینِ حق کی صداقت کا اعجاز تھا
تیرے ہاتھوں یہ تغییر تاریخ میں ارتقاءِ شریعت کا اک راز تھا
تو فناءِ رضاءِ خدا و نبی ، تیرے پیَرو صحابہ کے تھے جانشیں
سب کے حسنِ خلوص و جمالِ عمل سے ہوئی یہ زمیں مثلِ خُلدِ بریں
سونی راہوں پہ تو نے جو رکھا قدم،سوکھے کانٹوں سے گلشن ہَویدا ہوئے
سوختہ وادیوں پہ جو ڈالی نظر خشک صحرا سے کوثر ابلنے لگے

تیری آمد طلوعِ مہِ زندگی ، تیرا جانا قیامت سے کچھ کم نہ تھا
دیں کے غدار کچھ تیرے قاتل بنے ورنہ کچھ بھی تو اس موت کا غم نہ تھا
تو نے جامِ شہادت کیا نوش جب لوگ سمجھے کہ حق بھی فنا ہو گیا
درحقیقت وہ اک عہدِ ایثار تھا لاج تو نے رکھی وہ وفا ہو گیا
پر یہ ناداں تو یہ بھی سمجھ نہ سکے ، حق کے مٹنے کا کوئی زمانہ نہیں
حق چھپے گا سہی ، پر مٹے گا نہیں وہ تو باطل ہے جس کا ٹھکانہ نہیں
جوبھی تھے بے بصر، جوبھی تھے بےخبر، دیکھ لیں، جان لیں، دیں کے اعجاز کو
خفتہ ارواح پھر آج بیدار ہیں ، سوز سے زندگی مل گئی ساز کو

آج پھر تیری یادِ کہن کے حسیں نقش فریاد بن کے ابھرنے لگے
آج پھر تیرے خاموش نغمات کی لَے پہ سرمست غازی بپھرنے لگے
آج پھر تیری مظلومیوں کی کسک ، جذبۂ انتقام آفریں بن گئی
تیرا پاکیزہ خوں جب ہوا گل فشاں یہ زمیں گلشنِ احمریں بن گئی
تیرے خونِ مطہر کی تعطیر سے آج تک ارضِ سرحد ہے عنبر فشاں
تیرے جسمِ مقدّس کی تنویر سے چرخِ مشہد ہے اب تک ستارہ چکاں
تیرے ذکرِ حسیں کا دیا کر کے روشن تیرے پاس فریاد لایا ہوں میں
دین و قرآنِ مہجور کی بے کسی کی جگر دوز روداد لایا ہوں میں

وہ جو مسجد میں اور خانقاہوں میں ہیں آگے پھر ان میں روحِ عمل پھونک دے
آ کے گم کردہ راہوں کا بن رہنما، تشنگی کو مٹا جامِ تسکین سے
پھر سے پندارِ باطل ملا خاک میں پھر قیادت کا آ کے علَم چھین لے
پھر قیادت ، امامت کی تجسیم بن پھر خلافت کو شاہی پہ تمکین دے

آج پھر تیرے محکوم و مظلوم ساتھی ، لہو اور پسینے میں آلودہ ہیں
آج پھر ملک و ملت کے غدّار تختِ شہی پر بصد ناز آسودہ ہیں
آج پھر تیرے جاں باز ہیں مبتلا اور چہر قند میں محوِ پیکار ہیں
آج پھر کچھ فدا کار ، حق گوئی پر گولیوں ، سولیوں کے سزاوار ہیں
پھر بھی مایوس ہوں تو گنہگار ہوں، مژدۂ فتحِ حق جب میرے پاس ہے
مجھ کو اس تیرہ و تار ماحول میں اک درخشندہ منزل کا احساس ہے
آج پھر تیرے پیغام کی آتشیں لہر مردہ دلوں کو جلانے لگی
آج پھر تیری تاثیر جوشِ عمل زندگی کی حرارت بڑھانے لگی
پھر حیاتِ نوی رقص کرنے لگی پھر عزائم کا طوفاں اُمڈنے لگا
پھر اُجالے کے تیروں سے منہ موڑ کر تہ بہ تہ سب اندھیرا سمٹنے لگا
پھر سے ذروں میں خاور چمکنے لگے، پھر سے قطروں سے دریا چھلکنے لگے
پھر سے کانٹوں میں غنچے چٹکنے لگے ، پھر سے جنگل بیاباں مہکنے لگے
عہدِ ماضی میں کچھ کشتکاروں نے یاں بیج بوئے تو سینچا انھیں خون سے
اب وہ بن کے گلاب وسمن نسترن اُگ رہے ہیں تعامل کے قانون سے
تیرے پیر و جبینوں سے جن کی عیاں انقلاب حجازی کی تنویر ہے
ان کی قسمت میں ہے انقلابِ قیادت مقدّر میں عالم کی تسخیر ہے
ان کی نظروں کا مقصد کوئی منطقہ یا قبیلہ نہیں نوعِ انسان ہے
ان کی کوشش کا مقصد کوئی دنیوی جاہ و منصب نہیں حق کا رضوان ہے
پھر سے آیاتِ فطرت ، احادیثِ قدسی وہ کوچہ بکوچہ سنانے لگے
وہ ہدایت کی شمعیں جلانے لگے ، معصیت کے جہنم بجھانے لگے

وہ نیا دور تعمیر کرنے لگے ، وہ عناصر کی تسخیر کرنے لگے
دورِ حاضر کے خاکوں میں صدیقؓ و فاروقؓ کے عہد کا رنگ بھرنے لگے
ان کا زندہ شعور عہدِ نبوی کی زرپاش کرنوں شعاعوں سے معمور ہے
آج پھر ایشیا کی فضا ان کے نغماتِ پائندہ کی لے سے مسحور ہے
ان کے جوشِ تہوّر سے برخود غلط قائدینِ غوی کپکپانے لگے
ان کے شورِ بغاوت سے قصرِ ضلالت کے مینار بھی تھرتھرانے لگے
ان کی بے باک پیغمبرانہ مساعی سے ابلیس افرنگ مبہوت ہے
ان کی نصف صدی کی مسلسل ریاضت پہ حیران عیار طاغوت ہے
اب تو کمزور و کمتر مولے بھی شاہیں کی قوت سے پنجہ لڑانے لگے
اب تو نادار و مفلس بھی شاہنشہوں، کجکلاہوں کو نیچا دکھانے لگے
جاں سپارانِ حق پھر مصائب کی صبر آزما گھاٹیوں سے گزرنے لگے
عافیت کوشیوں سے گریزاں ہوئے پھول کانٹوں میں پھر سے بکھرنے لگے
پھر سے غازی سروں پہ کفن باندھ کر پے بہ پے سوئے جنگاہ جانے لگے
پھر سے جاں باز "بدر" و "اُحد" کی طرح غلبۂ دیں کا سکہ جمانے لگے
وہ سسکتی ، بلکتی ہوئی آدمیت کی آزُردگی کا مداوا بنے
وہ ایامیٰ ، یتامیٰ ، مساکین و بیوہ کی بے چارگی کا سہارا بنے
وہ ملوکیت و اشتراکیت و آمریت کے بُت کو گرانے لگے
وہ طلسمِ مظالم مٹانے لگے وہ شہیدوں کا بدلہ چکانے لگے
وہ امانت، دیانت، مروت کے اور عدل واحسان کے گیت گانے لگے
وہ اخوت ، مودّت کے روشن الاؤ بَہر سنگِ منزل جلانے لگے
پھر سے جارا ، چمرقند و لاہور کی ریف وخرطوم سے سرحدیں مل گئیں
مردِ مومن کی یلغار سے اقتدارِ ضلالت کی ساری جڑیں ہل گئیں
مردِ مومن کا عزمِ جواں پھر مدینہ سے دنیا کا رشتہ ملانے لگا
معجزہ فتحِ حق کا دکھانے لگا ، مژدہ تجدیدِ دیں کا سنانے لگے

آج پھر دینِ محکوم کے روئے تاباں سے گردِ غلامی اترنے لگی
آج پھر مہرِ حریت و ماہِ امن و مساوات کی ضَو بکھرنے لگی
آج پھرفسقِ عیار ہے مبتلا اپنی تدبیرِ باطل کے انجام میں
آج پھر کفرِ جابر نگونسار ہے اس کی عیشیں بھی بدلیں گی آلام میں
غم نہ کر روحِ دینِ حنیفِ نبی مردِ مومن کی آمد پہ مسرور ہو
جس کی تعظیم میں کفر کا سر ہو خم جس کی طاعت پہ طاغوت مجبور ہو
مرحبا ارضِ پاک اب نئے مردِ مومن کی آمد مبارک ، مبارک تجھے
فاتحِ عہدِ ظلمت ہی کیا ، وارثِ عظمتِ آدمیت کہیں گے جسے
لاجَرم مظہرِ نورِ فطرت ہے وہ پاسدارِ رموزِ حقیقت ہے وہ
لاجَرم حاملِ شرفِ تجدید ہے لاجَرم پاسبانِ شریعت ہے ، وہ
وہ جو پابند ہو کر بھی آزاد ہیں آج اپنے مقدر کے مِعمار ہیں
تیری مانند طاغوت کے ہاتھ سے عظمتِ حق جھپٹنے کو تیار ہیں
ارضِ پاک اب فقط ہے تیری منتظر روحِ عشاق تجھ بن پریشان ہے
اب ہیں غدار دَورِ مکافات میں دشمنِ دین وقرآں پشیمان ہے
سیدِ ذی حشَم جب میں بارِ دگر تیرے تذکار کی بزم گرماؤں گا
آنسوؤں کا بدل گل فشاں ، مسکراہٹ کھنکتے ہوئے قہقہے لاؤں گا

☆☆☆

معلوم، نا معلوم

ذوالکفل بخاری*

مجھے معلوم ہے
اک عمر اب بھی انت کو آواز دیتی ہے
مگر اس خام خواہش، حسرت بے جا کی بستی میں
ہٹیلے اور ضدی سبزۂ نوعمر کے ہر ایک بازیچے
گل و برگ و نہال و نخل کے اک ایک کوچے میں
ہزاروں شبنمی پیکر
فنا انجام ہو جانے سے بچنے کے جنون و خبط میں
خیل سواران عدم آباد کے پاؤں پکڑتے ہیں
تو لامحدود شادابی کے خوابوں کے پرندوں کو
یہی آواز اڑنے سے ڈراتی باز رکھتی ہے
پرندوں کی حجر باری کی زد سے
سبزہ و احفاد آب و خاک کے درپے
تبختر زاد و فیل اندام تعبیروں کے بچ جانے
کی راہیں ڈھونڈتی ہموار کرتی ہے
یونہی اس خام خواہش، حسرت بے جا کی بستی میں
میں صدیوں سے فقط اک عمر کو
اک انت کو آواز دیتے سنتا رہتا ہوں
میں اپنی عمر، اپنے انت کو آواز کب دوں گا؟
مجھے معلوم ہی کب ہے!

*استاذ شعبہ انگریزی، اُم القریٰ یونی ورسٹی، مکہ مکرمہ

ساغر صدیقی مرحوم

ملتان پوچھتا ہے

(بیاد: شہداء تحریک ختم نبوت مئی ۱۹۵۳ء)

ملتان کے شہیدو! ملتان کے ستارو!
ملتان تم پہ نازاں
ملتان تم پہ قرباں
ملتان کی حیا تم
مسرور ہوگئی ہیں ملتان کی فضائیں
پرنور ہوگئی ہیں ملتان کی فضائیں
ملتان مسکرایا
ملتان جگمگایا
ملتان جھومتا ہے
ملتان چومتا ہے
نقش قدم تمہارے ملتان کے دلارو!
ملتان کے شہیدو، ملتان کے ستارو!
ملتان کی بہاریں
خاموش رہگزاریں
تم کو بھلائیں کیسے!
دل کو منائیں کیسے!
ملتان ہنس رہا ہے، ملتان رو رہا ہے
پھولوں میں جیسے کوئی کانٹے چبھو رہا ہے
ملتان کی دعائیں
ملتان کی صدائیں
کہتی ہیں یہ فسانہ
سن لے جسے زمانہ
ٹوٹے گا دشت ظالم، ملتان کے سہارو
ملتان کے شہیدو، ملتان کے ستارو

ملتان کی تمنا
ملتان کا تقاضا
انصاف شہر یارو
انصاف شہر یارو
بیٹے کہاں ہیں میرے ملتان پوچھتا ہے
کیوں چھا گئے اندھیرے ملتان پوچھتا ہے
ملتان کو بتاؤ!
ملتان کو دکھاؤ!
ملتان کی جوانی
ملتان کی نشانی
ملتان لٹ گیا ہے ملتان کے نظارو
ملتان کے شہیدو، ملتان کے ستارو
ملتان کی نظر سے
ملتان کے جگر سے
صدیوں لہو بہے گا
تازہ یہ غم رہے گا
اک داستاں رہے گی ملتان کے لبوں پر
انسانیت کے نغمے، انسان کے لبوں پر
سو سو سلام تم پر
دوزخ حرام تم پر
تم نے اٹھالیا ہے
تم نے بچالیا ہے
بطحا کا سبز پرچم ملتان کے نگارو!
ملتان کے شہیدو، ملتان کے ستارو!

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

سینے سے لگا رکھی ہے تصویر پرانی
ہے اب بھی میری آنکھ میں تعمیر پرانی

پھیلا ہے میرے ذہن پہ ماضی کا اجالا
رکھی ہے میرے سامنے تصویر پرانی

یہ عالمِ نَو تیرا ہے ہو تجھ کو مبارک
مرکز ہے میری زیست کا توقیر پرانی

دنیا کے دساتیر کی بنیاد وہ خطبہ
ہے زندۂ جاوید وہ تقریر پرانی

خوں میرے عدو کا ہے عیاں جس کی جبیں سے
ہے میرا اثاثہ میری شمشیر پرانی

ملنے لگے ہر ایک کو انصاف کی دولت
گر اب بھی ہلا دے کوئی زنجیر پرانی

کاوش ہے صدا عظمتِ انسان کا زینہ
پھر کیسے کہیں ہوتی ہے تقدیر پرانی

جو دل سے لکھا ہے سدا زندہ رہے گا
ہو گی نہ کبھی درد کی تحریر پرانی

خالدؔ میرے اطوار میں ماضی کی جھلک ہے
ہے میرا بھرم میری ہی توقیر پرانی

ملک وملت کی سلامتی کے لیے طریقِ عمل

پروفیسر محمد حمزہ نعیم (ایم اے عربی، ایم اے علام اسلامیہ)

باراک حسین اوبامہ نے ''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت'' میں سے افغان و پاکستان کے لیے نئی پالیسی میں دو قدم اور آگے بڑھائے ہیں۔ اس نے ڈیڑھ ارب ڈالر کی گاجریں پیش کی ہیں اور ڈنڈا بھی دکھاتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ پاکستان کو بلینک چیک نہیں دے سکتے۔ پاکستان پہلے کچھ کر کے دکھائے پھر اسے یہ ''امداد'' ملے گی...... گویا اس ''اجرت کے'' مستحق ہم اس وقت ہوں گے جب ہم امریکی خواہش کے عین مطابق کام کریں گے۔ پاکستان کی نئی حکومت ۲۰۰۸ء کی آمد پر فدائی حملے رک گئے تھے۔ فاٹا، سوات اور دیگر پختون اور بلوچ علاقوں میں امن کی ہوائیں نئی بہار لاتی نظر آ رہی تھیں کہ امریکہ کی طرف سے یہ آواز آئی پاکستان میں (افواجِ پاکستان پر) کی گئی سرمایہ کاری کا حساب کتاب لیا جائے۔ بس دو چار دن ہی گزرے ہوں گے کہ مشیر داخلہ کی بڑھکیں سنائی دیں اور پوری شمالی اور مغربی سرحدوں پر پاکستانی افواج کو الجھا دیا گیا۔ توپوں کی گھن گرج ٹینکوں کی چڑھائی اور میزائلوں کی بارش شروع ہوگئی۔ خود امریکی میزائلوں اور ڈرون طیاروں کی ہولناک آتش بازی اس پر مستزاد تھی۔ سیکڑوں فوجیوں اور ہزاروں قبائلیوں کی زندگی خاتمے کو پہنچی۔ سوات خاص نشانہ بنا اور اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کو جن میں ممکن ہے چند فتنہ پرور را اور موساد کے ایجنٹ ہوں، اکثریت بے گناہ کلمہ گو محمدیوں کی تھی۔ فوجیوں اور عام مسلمانوں کے علاوہ سیاسی لوگ بھی زد میں آئے۔ اے این پی (حکمران طبقہ) کے کئی لیڈر اور اہم کارکن شہید ہوئے۔ کئی موت کی دہلیز سے واپس آئے۔ بالآخر سوات میں امن معاہدہ ہوگیا۔

مگر یہ امن معاہدہ پاکستان اور پاکستانیوں کے لیے تو مفید ہے، امریکہ کو تو امن موت نظر آتی ہے وہ تو تمام دنیا میں ''روشن خیالی اور اعتدال پسندی'' یعنی بدامنی اور مار دھاڑ سے ہی خوش ہوتا ہے جیسے کوئی بڑا جاگیردار اپنے مزارعین اور رعایا کی لڑائی میں سرپنچی کر کے اپنا بڑا پن ظاہر کرتا رہتا ہے۔

امریکی دانشور پہلے ہی کہہ رہے تھے کہ دہشت گردی کی جنگ میں آخری میدان پاکستان ہوگا۔ الیکشن مہم کے دوران باراک حسین اوبامہ نے مسلمانوں کے قلبی وروحانی مراکز ''مکہ اور مدینہ'' کے علاوہ ''پاکستان'' پر حملہ کی کھل کر دھمکی دی تھی۔ جس پر پاکستان پر ڈرون حملوں میں شدت اور یکم اپریل ۲۰۰۹ء فاٹا پر حملے سے عمل شروع ہوگیا ہے۔ امریکہ نے

کہا ہے، اگر پاکستان (نام نہاد مجاہد مراکز پر) حملے نہیں کرے گا تو امریکہ خود حملے کرے گا۔ بقول جنرل حمید گل ''افغانستان میں امریکی فوجوں کی آمد ایک بہانہ ہے، پاکستان ان کا اصل نشانہ ہے۔ امریکہ نے پاکستان کی ایٹمی طاقت پر نظر رکھی ہوئی ہے۔''

آج برطانیہ نے بھی کہہ دیا ہے کہ ''القاعدہ'' کے مجاہدوں نے شمالی پاکستان میں پناہ لے لی ہے۔ معلوم رہے کہ شمالی پاکستان ہی میں ایٹمی اسلحہ کے خفیہ مقامات ہیں، القاعدہ کے مجاہدین تو ایک بہانہ ہے۔ ان نئے پیش آمدہ چیلنجز اور پیش آمدہ خطرات کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں بڑی جماعتوں کے اتفاق سے اللہ کا خوف رکھنے والے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خیر خواہی اور ملک وملت کی سلامتی چاہنے والے چھے سے دس تک نہایت دانا شخصیتوں کو نامزد کیا جائے۔ یہی سنت فاروقی ہے۔ ان کو سیاسی حکومت پر مکمل اختیار دیا جائے۔ یہی چھے سے دس تک مخلص اور دانا افراد افواجِ پاکستان کو بھی کمانڈ کریں۔ اگر وہ چیف کمانڈو کو کہیں پر بمباری کا حکم دیں تو وہ حملہ کر دیں اور اگر وہ ''سٹاپ وار'' کا حکم دیں تو وہ وہ ہاتھ قطعاً روک لیں...... ملک وملت کی سلامتی کا آخری موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

☆☆☆

قارئین توجہ فرمائیں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرا لیں۔ اکثر قارئین کا زرتعاون سالانہ دسمبر ۲۰۰۸ء میں ختم ہو چکا تھا۔ کئی قارئین نے سالانہ چندہ ارسال کر کے نئے سال کی تجدید کرا لی ہے۔ جن کا چندہ وصول نہیں ہوا، اس کے باوجود اپریل ۲۰۰۹ء کا شمارہ انھیں بھی ارسال کیا جا رہا ہے۔ براہِ کرم اپریل میں ہی اپنا سالانہ زرتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔ بصورت دیگر آئندہ شمارے کے لیے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

''لوٹاں، سودی، جھلا رچٹ اے''

(یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے)

عبدالمنان معاویہ

ملک پاکستان جن گھمبیر مسائل کا شکار ہے، وہ عام و خاص جانتے ہیں۔ ایک طرف ڈرون حملوں کا دائرہ وسیع کر کے بلوچستان تک بڑھانے کا عندیہ دیا جا رہا ہے اس کی وجہ بلوچستان میں معدنیات کے وسیع ذخائر ہوں یا بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنے کی سازش، بہرکیف

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

ایک طرف امریکی صدر باراک اوبامہ کی تقریر اور دوسری جانب پاکستانی صدر آصف علی زرداری کا خطاب ۱۷ سالہ لڑکی پر طالبانی روپ میں بہروپیوں کا کوڑے مارنا، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر پر حملہ اور ''ڈین چلی گئی مگر دانت چھوڑ گئی'' کے مصداق رحمٰن ملک کو پرویز مشرف چھوڑ گیا۔ رحمٰن ملک نے پولیس ٹریننگ سنٹر پر دوران آپریشن ہی مذہبی جماعتوں کا نام لے دیا۔ جناب کے ہرزہ سرا ہونے سے متعلق تو مشہور تھا ہی لیکن محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل کے بعد رحمٰن ملک نے جس طرح بیت اللہ محسود کے ساتھیوں کی ٹیپ گفتگو سنوائی، اُس سے پتا چلا کہ جناب ہرزہ سرا ہونے کے ساتھ ہرزہ نوا بھی اچھے ہیں اور اپنے مشن سے واپسی کے بعد جاسوسی کہانیاں اچھی لکھ سکیں گے۔ عوامی چہ میگوئیاں بھی عجیب ہوتی ہیں۔ رحمٰن ملک سے متعلق زبان زدعام یہ ہے کہ ملک صاحب امریکی ایجنٹ ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اصل امریکی ایجنٹ ہمارا حکمران طبقہ ہے جو عوام کو ترقی، خوشحالی، ملکی استحکام کی ''بشارتیں'' سناتا رہتا ہے لیکن پس پردہ امریکی مقاصد کی تکمیل کرتا نظر آتا ہے۔ ان ملکی مسائل پر تجزیہ نگار، تبصرہ نگار، تجزیے اور تبصرے پیش کرتے ہیں اور کرنے بھی چاہئیں۔ لیکن ۲۶/ مارچ روزنامہ ''جنگ'' کے نامور کالم نگار اور ''جیو نیوز'' کے ٹاک شو ''کیپٹل ٹاک'' کے میزبان جناب حامد میر نے ''بلاول کا خیال کیجیے'' کے عنوان سے کالم لکھا لیکن اُس میں عالم اسلام کے دو نامور علماء کرام جن کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے یعنی حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی علیہم الرحمہ پر بہتان لگائے۔ ابھی ہم اس بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ ۷/ اپریل کو اسی ادارتی صفحہ پر نذیر لغاری نامی غیر معروف شخص کے کالم بعنوان ''ریاست کہاں ہے، ادارے کہاں ہیں'' نے تو بالکل ہمیں حواس باختہ کر دیا اور سوچوں کے جزیرے میں

لا پھینکا کہ بین الاقوامی روزنامہ میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) پر اب ایسے کھلے لفظوں تبرا کیا جائے گا کہ الامان والحفیظ۔

نذیر لغاری صاحب نے اپنے کالم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی تہمت لگائی ہے۔(العیاذ باللہ)۔

اصل حقیقت جاننے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ عام الخندق ۵ ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور ۶ھ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔جب کفار کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے عروہ بن مسعود آیا تو عروہ بن مسعود بار بار ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف لے جاتا۔ایک نوجوان خود پہنے حاضر باش خادم کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔جب عروہ بن مسعود ثقفی بار بار یہ حرکت کرنے لگا تو حاضر باش نوجوان نے تلوار کی نوک سے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا کہ اگر اب تمہارا ہاتھ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا تو تمہارے جسد سے الگ ہوگا۔یہ حاضر باش نوجوان حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تھے اور عروہ بن مسعود ان کا چچا تھا لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے عروہ کی یہ حرکت برداشت نہ کی اور اہل حدیبیہ کے حق میں حضرت حق جل مجدہٗ کا فرمان ذیشان بھی ملاحظہ فرمائیے۔

> ''اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور مومنین پر سکینہ نازل فرمائی اور ان کے لیے کلمہ تقویٰ لازم کر دیا اور وہ اس کلمہ کے زیادہ اہل اور حق دار تھے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتے ہیں۔''(پ ۲۶،الفتح)

یقیناً حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی ان فضائل ومناقب کے حق دار ہیں اور ان پر برحق جل مجدہ نے سکینہ نازل فرمائی اور کلمہ تقویٰ لازم کر دیا لیکن کیا کہا جائے تاریخ کے اوراق اسی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر زنا کی تہمت لگا رہے ہیں اور آج کے روشن خیال وبزعم خویش دانش ور طبقہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے صاف وشفاف دامن کو داغدار کرنے کے لیے تاریخ سے جھوٹے راویوں کی خرافات وبکواس اکٹھی کرنے پر زورِ قلم صرف کر رہے ہیں۔

افسوس صد افسوس! حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی تالیف ''تلخیص الحبیر''میں البلاذری کے حوالہ سے تحریر کیا ہے:

> ''بلاذری کہتے ہیں کہ وہ عورت جس کے متعلق حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا گیا۔اس کا نام ام جمیل بنت محجن الہلالیہ تھا اور کہا گیا ہے کہ اس عورت سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے پوشیدہ نکاح کیا ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پوشیدہ نکاح کو جائز قرار نہیں دیتے تھے اور ایسا کرنے والے کو سزا دیتے تھے۔اس وجہ سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اس بات (یعنی نکاح......) کے اظہار سے خاموش رہے اور پوشیدہ نکاح کو ظاہر نہیں کیا۔''
>
> (تلخیص الحبیر جلد۴،ص۶۳،فوائد نافعہ،ج۱،ص۴۲۵)

ذرا سی بات کو افسانہ بنانے والی بات ہے۔ورنہ واقعہ مختصر ہے اور پھر مؤرخین نے بھی مسالہ وغیرہ لگا کر روایت

کو درج کیا ہوگا۔

کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے سخت گیر خلیفہ کسی ایسے شخص کو گورنر بنا سکتے ہیں جو زنا کرتا ہو؟ ایک تیر دو شکار۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو بھی اسی اعتراض سے معترضین داغدار کرنے کی سعی لاحاصل کرتے رہتے ہیں۔ اسی لیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اس اعتراض کو مطاعن فاروقی میں درج کر کے اس کا ردّ کیا ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے سترہ سالہ لڑکی کو سرعام کوڑے مارنے کا واقعہ۔ تو اس بارے میں تمام اخبارات کے اداریہ نگار یہ لکھ چکے ہیں کہ جب تک اصل حقیقت سامنے نہیں آتی اُس سے قبل یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لوگ طالبان تحریک سے وابستہ تھے۔

پھر صوفی محمد اور دیگر طالبان کی تحاریک اس واقعہ سے انکاری ہیں تو کیونکر یہ واقعہ اُن کے سر تھوپا جائے۔ کیا اس واقعہ سے سوات امن معاہدہ کو سبوتاژ کرنے کی سازش تو نہیں کی جا رہی؟ اور امریکہ قبائلی علاقہ میں امن کا نام سن کر لرز جاتا ہے۔ گویا بجلی سی گر پڑتی ہے۔ اب تو ۵۰ ڈرون طیارے خریدے جا رہے ہیں بلوچستان کے لیے

خدا ہی حافظ ہے میرے گلستاں کا

حکمران طبقہ جیسے بے حس اور بے ضمیر ہو چکا ہے اور ہر حکم پر Yes Sir کہنا فرض نہیں بلکہ افرض جانتا ہے۔ ہر شخص اپنی جیب بھرنے کے چکر میں ہے۔ رشوت کا بازار گرم ہے۔ چپراسی سے لے کر اعلیٰ آفیسر تک ڈنکے کی چوٹ پر رشوت وصول کر رہے ہیں۔ گویا کہ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ نہیں بلکہ پاکستان کا مطلب ''تو بھی کھا مجھے بھی کھلا'' تھا۔ چھوٹا طبقہ بزبان حال کہہ رہا ہے کہ جب ہمارے صدر محترم امریکہ سے ڈالر وصول کرنے کے لیے اور اپنا شکم بھرنے کے لیے ملک کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور ہم پیچھے کیوں رہیں۔ گویا حال یہ ہے بزبان سرائیکی۔

''لوٹاں، سود، جھلا رچٹ اے'' یعنی یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

ماں

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

میرے سب کام میری ماں کی دعاؤں سے ہوئے
ورنہ دوزخ نہ کبھی سرد، ہواؤں سے ہوئے

ماں! تو میرا دل ہے، میری روح ہے......تو سرچشمۂ رحمت ہے......تو ایک آفاقی علامت ہے جس میں الوہیت کی جھلک نظر آتی ہے......تو وہ ہستی ہے جس کے خلاف کچھ کہنا گناہ ہے......کوئی بھی انسانی رشتہ، تیرے رشتے کی ہمسری نہیں کرسکتا......میں تیری محبت وشفقت اور مامتا کو کسی بھی تشبیہہ، استعارے یا تمثیل سے واضح نہیں کرسکتا......لفظ وبیاں کی تمام رمزیں، لطافتیں اور بلاغتیں، تیری شفقت کی رفعت و وسعت پر قرباں......!

ماں! تو نے میرا مستقبل سنوارنے میں ہمیشہ میری مدد کی ہے......تو نے مجھے ہمت اور حوصلے سے زندگی گزارنے کی جرأت دی ہے......مجھے زندگی کا شعور دیا ہے......میرے وجود کو ظہور دیا ہے......تو نے اپنے آنچل سے میرے اشک پونچھ کر، مجھے مسکرانا سکھایا......اگر کبھی میں گر پڑتا تو تُو بے تحاشا دوڑ کر مجھے اٹھاتی، میری چوٹ کو چومتی......تو پل بھر میں میرے وجود کے سارے دکھ چن لیتی تھی......مجھے یاد ہے میں جب بھی بیمار پڑتا تو تیری مامتا بے چین و بے قرار ہوجاتی اور اگر کبھی میری حالت زیادہ خراب ہوجاتی تو تُو رونے لگتی......تیری آنکھوں سے تھرتھراتے ہوئے آنسو اور دعا کے لیے لرزتے ہوئے ہونٹ آج بھی میرے سامنے ہیں......وہ آنسوؤں کا قافلہ......اشکوں میں بھیگی مامتا، اب بھی مجھے یاد ہے......!

ماں! میرے خون کے ہر قطرے پر تیرا نام ہے جو اسے منجمد نہیں ہونے دیتا کہ تیری دعائیں آج بھی میرے سر پر سایہ فگن ہیں......میرے ذہن کی تختی پر تیرا نام کندہ ہے......

ماں! میرے دل کے فرش پر تیری یادیں اب بھی ٹہلتی رہتی ہیں اور میں جب بھی اپنے دل کے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں اور دیکھتا ہوں تو اُس میں جو تصویر سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ تیری ہی ہے......!

ماں کے قدموں میں سکوں آج بھی ملتا ہے مجھے
ماں کی تربت سے دعاؤں کی صدا آتی ہے

مرزا صاحب کی گل افشانیاں

شیخ راحیل احمد (جرمنی)

نوٹ: اس آرٹیکل کا نام گل افشانیاں، مرزا غلام احمد صاحب کے شیعہ استاد گل علی شاہ کے نام کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ گل علی شاہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی، ہر وقت پینک میں رہتے تھے اور اُن نزدیک ہر بلا کا رَد ''تبرا'' تھا۔ خیال آیا کہ چلو اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ انکے بدنصیب اُستاد کا بھی ''ذکر خیر'' ہو جائے۔ ممکن ہے کہ کوئی دوست کہیں کہ بدنصیب کیوں؟ تو میرا جوابی سوال ہے کہ جس کو مرزا غلام اے قادیانی بطور شاگرد نصیب ہوا، کیا وہ خوش نصیب بھی ہوسکتا ہے؟

☆☆☆

مرزا غلام اے قادیانی بانی قادیانی جماعت (احمدیہ) کی زندگی، تحریروں اور اقوال، غرضیکہ ہر پہلو سے تضادات سے بھرپور تھی۔ اس طرح کی اور اتنی متناقض زندگی شاید ہی کسی کی ہو۔ بانی جماعت احمدیہ نے، ایک جگہ جو بات کہی یا لکھی، دوسری جگہ اسکی تردید یا اسکے متناقض بات لکھ دی یا کہہ دی۔ اور اس سلسلے میں نہ تو عام آدمی اور نہ ہی کوئی امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ اور نہ ہی انبیاء کرام کو ان ''سلطان الظلم'' کے قلم کے ظلم سے پناہ ملی۔

☆ ایک طرف امت مسلمہ کے عقائد سے مکمل اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف انہی عقائد کی جڑوں پر حملہ کرتے ہوئے قران وسنت کی تشریح کے نام پر غلط عقائد وضع کرتے ہیں!

☆ ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور خاتمیت کا اقرار کرتے ہیں، دوسری طرف اس کی تشریح میں خاتمیت کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں!

☆ ایک طرف عصمت انبیاء کا تذکرہ کرتے ہیں دوسری طرف انہی انبیاء کی عصمت تار تار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں!

☆ ایک طرف قران کریم کی صحت کا اقرار کرتے ہیں دوسری طرف اسی قرآن کی آیات میں نہ صرف تحریف کرتے ہیں بلکہ ان پر شکوک میں ڈالتے ہیں!

☆ ایک طرف احادیث کو مانتے ہیں دوسری طرف انہی احادیث کو کوڑے کا ڈھیر قرار دیتے ہیں!

☆ ایک طرف ایک بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں دوسری طرف ساری عمر دوسری بیوی کے حقوق غصب کرتے ہیں!

☆ ایک طرف اسلام کی بات کرتے ہیں، دوسری طرف انہی مسلمانوں کے ساتھ تعلقات سے اپنے پیروکاروں کو

منع کرتے ہیں!

- ☆ ایک طرف اپنے ڈاکٹر سالے کو بوڑھی انگریز عورت سے مصافحہ کرنے سے بھی منع کرتے ہیں۔ دوسری طرف خود پوری پوری رات، تنہائیوں میں نا کتخدا لڑکیوں سے ذاتی خدمت اس طرح کرواتے تھے کہ انکو سرور میں نہ تھکن ہوتی تھی نہ نیند اور نہ غنودگی!
- ☆ اسی طرح ایک طرف دشنام طرازی کو سخت برا کہتے ہیں دوسری طرف اسی دشنام طرازی سے مخالفوں کا سینہ چھلنی کرتے ہیں!
- ☆ اس طرح مرزا صاحب کو بلا تکلف اور توقف تضادات کا ابدی شہنشاہ کا خطاب دیا جا سکتا ہے!
- ☆ یہ علیحدہ بات کے مرزا صاحب اپنے ہی دئے ہوئے معیار کے مطابق ہمیں اور ہر سمجھ دار کی نظر میں ایک مخبوط الحواس شخص قرار پائیں۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں ،” اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے“۔ ضمیمہ حقیقت الوحی/ رخ، ج ۲۲/ص ۱۹۱۔ شاید یہ بھی بات ہو کہ بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

اس آرٹیکل میں ہم آپ کے سامنے اُنکی چند گل افشانیاں پیش کریں گے، اگر سب کو اکٹھا کریں تو یہ ایک پورے رسالے کا مواد بن جائے گا، مگر یہاں ہمارا مقصد اپنے موقف کی تائید کے لئے صرف مرزا صاحب کی دشنام دہی کے کچھ نمونہ جات کو دکھانا ہے۔ ویسے بھی تو دیگ سے چاول کے چند دانے ہی بتا دیتے ہیں کہ اندر کیا ہے؟

قرآن کریم کے اس حوالے کو پیش کرتے ہوئے ہم مضمون شروع کرتے ہیں۔

قل لعبادی یقول ا لتی ھی احسان ا لشیطان ینز غ بینھم ان ا لشیطان کان لانسان عدوّ مبین.

یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو کہہ دیں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں، سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوا دے گا۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے“۔ اس آیت کے پیش کرنے کا مقصد برکت کے علاوہ اس مضمون سے اسکا ہر طرح سے تعلق بھی ہے۔ نیز مرزا صاحب کا دعویٰ عام مسلمان کا نہیں بلکہ ایسی ہستی ہونے کا ہے جس کو خدا نے ہر ذی روح سے زیادہ قرآن کریم کے معرف سکھائے ہیں۔ اس مضمون سے ان کے اس دعویٰ کا بھی صحیح اندازہ ہو جائے گا!

حدیث شریف چونکہ قرآن کریم کی تشریح ہیں اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی باتیں ہیں اس لئے بہتر سمجھا گیا کہ اسکو بھی پیش کر دیا جائے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ ”جب کسی سے اسکا جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دینے لگتا ہے“۔ آئندہ سطور سے ان شاء اللہ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کیا مرزا صاحب حدیث کے مطابق مومن بھی دور کی بات لگتی ہے منافق تو نہیں؟

<u>دشنام دہی نہ نہ:</u>

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تو سخت زبان استعمال کرتے ہیں اور ان کے مُنہ یا قلم سے بی کبھی کوئی دشنام

دہی نہیں ہوئی۔

☆ مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ ''میں سچ سچ کہتا ہوں، جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔'' (ازالہ اوہام/ رخ، ج ۳/ص ۱۰۹)

☆ ایک دوسری جگہ اپنے اس عمل کی توجیح یا تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں ''قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسلئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ انکے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت **انک لعلی خُلُق عظیم** کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔'' (ضرورۃ الامام/ رخ، ر۱۳/ص ۴۷۸)

☆ آیئے ہم مرزا صاحب کے افکار کی روشنی میں مختصراً جائزہ لیں کہ وہ کہاں تک اپنے ہی تسلیم اور بیان کئے ہوئے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم بجائے فیصلہ دینے کے حقائق پیش کریں، اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیں۔ کہیں کہیں آپ کو ہماری رائے اور ردعمل بھی ملے گا، مگر ہم نے حتی الامکان فیصلہ اور نتیجہ پڑھنے والے پر چھوڑا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ یہ سلطان القلم ہیں شیطان القلم؟

اظہار ندامت یا دھمکی:

مرزا صاحب کیا اپنے ہم مکتب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے بڑی گاڑھی چھنتی تھی بعد میں چپقلش (غالباً آقاؤں کے اشارہ پر نورا کشتی) ایک لمبا عرصہ چلتی رہی، یہ وہی محمد حسین بٹالوی صاحب ہیں جنہوں نے چینیاں والی مسجد لاہور کی اپنی امامت، اپنے حلقہ احباب اور اپنے رسالہ اشاعت السنہ نیز اشتہاروں کہ ذریعہ بے پناہ اور مبالغہ آمیز پروپیگنڈہ کر کے مرزا صاحب کے منصوبوں کے لئے بنیادی پتھر مہیا کیا، دونوں ہی انگریزوں کے بہی خواہ تھے اور انگریزوں کے مقاصد کو تقویت فراہم کرتے تھے اور ہمارے خیال میں اپنی مارکیٹ قائم رکھنے کے لئے، خبروں میں رہنے کے لئے، لوگوں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے ایک دوسرے کو پبلک میں رگیدتے تھے۔ مقابلہ بازی کے دوران بٹالوی صاحب کے مقابلہ میں کسی قدر درشت زبان بھی استعمال ہوتی تھی۔ کسی موقعہ پر زیادہ ہی سخت زبان استعمال کر کے احساس ہوا کہ، طے شدہ حدود سے تجاوز ہوگیا، اس تجاوز پر اب کیسی ندامت کا اظہار ہو رہا ہے کہ ساتھ ہی حشر نشر کی دھمکی بھی ہے۔ ''میں نادم ہوں کہ نااہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔ مگر بٹالوی اور اسکے استاد نے مجھے بلایا۔ اب بھی بٹالوی کے لئے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ ان دنوں کو رورو کے یاد کرے گا۔'' (آسمانی فیصلہ/ رخ، ج ۴/صفحہ ۳۲۰)

☆ اب آپ دیکھیں کہ یہ ایک ایسے شخص کا اظہار ندامت ہے جو سلطان القلم ہی نہیں بلکہ ساتھ میں امام الزماں ہونے کا دعویدار ہے۔اور جس کے منہ میں ذراسی بھی جھاگ نہیں آنی چاہیے۔

☆ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اگر انسان حقیقی ندامت محسوس کر رہا ہو تو آئندہ کے لئے پھر یہی فعل دہرانے کی دھمکی بھی ہو، اور دھمکی بھی ایسی کہ مخالف کو روتے بن نہ پڑے گی۔ اسکو کیا کہا جائیگا، اظہار ندامت یا آئندہ کے لئے دھمکی؟

☆ یہ تو ایک عام آدمی کے لئے بھی کوئی باعث فخر نہیں، اور کجا وہ شخص ایسی بات کرے جس کا دعویٰ یہ ہو وہ نبی ہے اور نبی بھی ایسا جس کی خبر تمام صحیفے دے رہے ہیں؟

☆ بات صرف دھمکی تک ہی نہیں رہتی بلکہ انہی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے متعلق لکھتے ہوئے کیسے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ ''کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقاں، عقل کا دشمن، بدبخت، طالع، منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ شیخ مفتری۔'' (انجام آتھم/ رخ، ج۱۱/ص۲۴۱ و۲۴۲) ویسے مرزا صاحب عدالت میں بھی اقرار نامہ پر دستخط کر کے آئے تھے کہ میں محمد حسین بٹالوی کی آئندہ ہجو نہیں کروں گا۔

لعنت بازی:

مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں ''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں ہوتا، مومن لعان (لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا۔'' (ازالہ اوہام/ رخ، ج۳/ص۶۶۰)

☆ اب ہم دیکھتے ہیں کہ علاوہ اپنی کتابوں میں کئی جگہ دوسروں پر لعنت ڈالنے کہ ایک کتاب میں چار صفحے صرف ایک ہی لفظ لعنت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ا لعنت، ۲ لعنت، ۳ لعنت (اسی طرح لکھتے ہوئے۔ ناقل)، لعنت ۵۰۵، لعنت ۹۷۰، غرضیکہ مکمل ایک ہزار تک گنتی پوری کرتے ہوئے ۱۰۰۰ لعنت پر جا کر قلم روکتے ہیں''۔ جہالت کی انتہا دیکھنے کے لئے دیکھئے یہ حوالہ: نور الحق/ رخ، ج۸/صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۲۔

☆ دوسری مثال بھی حاضر ہے ''مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ **علیھم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ**۔'' (انجام آتھم/ رخ، ج۱۱/صفحہ ۳۳۰)

☆ اے ایسے شخص کو نبی ماننے والو! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے بتاؤ کہ کوئی نارمل شخص بھی اس طرح لکھتا ہے، کُجا وہ شخص جو کہ امام الزماں ہونے کا دعویدار ہو اور کیا اس طرح لعنت ڈالکر خود اپنے کہنے کے مطابق صدیق تو دور کی بات مومن بھی رہ گیا ہے؟

☆ اور جلد ۱۸، میں لکھتے ہیں ''محمد رسول للہ سے مراد میں ہوں'' (استغفر اللہ)۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح عقل وخرد سے عاری ہو کر لعنتیں ڈالی تھیں؟

☆ حدیث شریف میں آیا ہے ''حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرنے والوں سے نہ تو قیامت کے دن شہادت لی جائے گی اور نہ وہ کسی کے شفیع ہو سکیں گے۔ (بحوالہ صحیح مسلم)

☆ اب آپ بتائیں کہ کیا یہ ممکن ہے کسی کو نبی کے درجہ پر فائز کر کے اللہ تعالیٰ اس سے دوسروں پر بے جواز لعنتیں بھی ڈلوائے، اور وہ بھی پاگلوں کی طرح گنتی کر کر کے، اور کیا یہ ممکن ہے کہ نبی سے قیامت والے دن اس کی امت یا ماننے والوں کے بارے میں شہادت نہ لی جائے، اب یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول غلط ہے (نعوذ باللہ) یا پھر (یقیناً) مرزا صاحب اوران کا دعویٰ نبوت غلط ہے کیونکہ نبی لعان نہیں ہوسکتا۔ بلکہ شریف آدمی بھی لعان نہیں ہوسکتا۔

دوسروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت:

مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھیں تو ہر تقدس اور عظمت اُنکی ذات پر ختم ہوتا نظر آتا ہے، اور جب سیرت مرزا پر نظر ڈالو تو غلاظتوں، ادنیٰ خواہشوں، لالچ، دجل، تحریف، تضاد اور جھوٹ کے گُوہ میں لتھڑا ہوا وجود ملتا ہے۔ اُن کی تیار جماعت پر نظر ڈالو تو منافقت، تاویلات، جھوٹ کے بادبانوں سے مزین کشتی چندہ میں گہری تاریکیوں میں غوطے کھاتا ہوا انجام سے بے خبر گروہ، جس میں کسی سوار کو یقین نہیں کہ کسی اندھیری منزل تک بھی پہنچے گا یا نہیں، کیونکہ جب ناخدا کا مزاج چاہے کسی کو بھی کشتی سے باہر پھنکوا دے۔ اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مرزا صاحب اوران کا تیار کردہ گروہ ایک ہی کام کرسکتا ہے اور وہ منافقت یعنی دوسروں کو نصیحت، خود میاں فضیحت۔

☆ مرزا صاحب نصیحت کرتے ہیں کہ ''کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح/ رخ، ج ۱۹/ص ۶۱)

☆ اور اس نصیحت پر عمل درآمد کرنے کے لئے اپنی ذاتی مثال دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں ''میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔'' (مواہب الرحمٰن/ رخ، ج ۱۹/ص ۲۳۶)

دیکھتے ہیں کہ جس بات سے دوسروں کو منع کر رہے ہیں اور اتنے دھڑلے سے دعویٰ کر رہے ہیں اسپر عملدرآمد کیسے ہوتا ہے؟ کچھ مثالیں حاضر ہیں فرماتے ہیں:۔

☆ ''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (انجام آتھم/ رخ، ج ۱۱/صفحہ ۲۱)

☆ ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔'' (انجام آتھم ضمیمہ/ رخ، ج ۱۱/صفحہ ۳۰۹)

☆ ''تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ اُن کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔'' (انجام آتھم/ رخ، ج ۱۱/صفحہ ۳۳۷)

☆ ''ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا، اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو کھا گئی۔ اگر تو سچا

ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔'' (انجام آتھم/ رخ، ج ۱۱/ صفحہ ۳۲۹)

حلال زادہ کون؟

مرزا صاحب کا اپنے خاص الخاص صحابیوں کی معیت میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جو پندرہ دن تک چلا اور باوجود مرزا صاحب کے بقول ان کے اندر روح القدس کے کام کرنے کے، خدا کے ارادہ مرزا صاحب کے ارادہ کے تحت ہونے کے، اور کُن فیکون کی طاقت ہونے کے بے نتیجہ رہا سچے ہوتے تو نجران کے عیسائیوں کی طرح چند گھنٹے میں فیصلہ ہو جاتا۔ مقابل پر عیسائیوں کی ٹیم عبداللہ آتھم کی سرکردگی میں حصہ لے رہی تھی۔ اسوقت یہ اتنا مشہور ہوا کہ سارے ہندوستان کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ مرزا صاحب نے پندرھویں دن بغیر مخالف ٹیم سے مشورہ کئے مباحثہ کے اندر اعلان کر دیا اور کہا کہ عام بحث مباحثہ تو ہوتے رہتے ہیں، لیکن میں حیران تھا کہ مجھے خدا نے اس میں کیوں ڈالا ہے۔ مجھے خدا نے کہا ہے کہ اگر فریق مخالف آج کی تاریخ سے پندرہ ماہ کے اندا اپنے غلط عقائد سے توبہ نہیں کریگا تو اس مدت میں ہاویہ میں بسزائے موت گرایا جائیگا اور خدا کی بات ٹلے گی نہیں! اگر نہ مرا تو میرے گلے میں رسہ ڈلا جائے، مُنہ کالا کیا جائے، اور پھانسی دی جائے اور میرے دعوے جھوٹے سمجھے جائیں! اب جب عبداللہ آتھم مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق پندرہ ماہ کے (۵ جون ۱۸۹۳ء سے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک) اندر نہ مرا تو نہ صرف یہ کہ اپنی اس جھوٹی پیشگوئی پر شرمندہ ہوتے، توبہ کرتے، اُلٹا اپنے آپ کو بزعم خود تاویلوں اور جھوٹ کے سہارے سچا قرار دینا شروع کر دیا بلکہ جنہوں نے اس حقیقت کا اظہار بھی کیا کہ کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، اسکے علاوہ کئی قریبی ساتھی نہ صرف ان کو چھوڑ گئے بلکہ عیسائی بھی ہو گئے۔ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کریگا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے، انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئیگا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائیگا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام/ رخ، ج ۹/ ص ۳۱) مرزا صاحب کے فتح کے اپنے پیمانے ہیں اور جو اُن کے پیمانوں اور فیصلوں کو تسلیم نہ کرے وہ انکی نظر میں صرف بے شرم و بے حیا ہی نہیں بلکہ ولد الحرام ہے، کیا اللہ کے بنائے ہوئے نبیوں کی زبان اور تحریر اور سوچ کا یہی معیار ہوتا ہے؟ کیا یہ بیان کردہ مثالیں مرزا صاحب کے اپنے ہی بیان کردہ معیار امام الزمان کے مطابق ہیں؟

مخالفین کو اُکسانا:

مخالفوں کو مزید کس کس طرح مشتعل کیا جاتا ہے کہ پہلے اپنی کتاب کو قران شریف قرار دیتے ہیں بالواسطہ طور پر، اسکے بعد دوسروں کو گالی نکال کر اپنے رسالے کا جواب لکھنے کے لئے اکساتے ہیں، اگر قران شریف کو ہی خیال کر لیں یا نعوذ باللہ مرزا صاحب کے مطابق ان کی وحی قرآن کریم کے برابر ہے، کچھ لمحوں کے لئے قرآن کی تشریح بھی سمجھ لیں تو کیا مخالفین کو اُکسا کر اشتعال دلا کر اور بُرے الفاظ کہہ کر جواباً گالیاں تو لے سکتے ہیں مگر علمی بحث نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کوئی

معقول جواب مل سکتا ہے۔

☆ ارشاد مرزا ہے،'' ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کریگا یا تو اس کے بعد دروغگوئی اور افترا سے باز آ جائیگا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا۔'' (نور الحق/ رخ، ج ۸/صفحہ ۱۶۳) اب بتائیں کیا کوئی شریف آدمی انکو یہ حوالہ پڑھ کر جواب دینا بھی پسند کریگا۔ بعد میں اس طرح اکثر یہ دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ میری کتاب کا جواب چونکہ کسی نے نہیں دیا اس لئے یہ ایک علمی فتح ہے اور مخالفین کا منہ بند ہوگیا ہے۔

☆ اس طرح کی تعلیوں سے تنگ آ کر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے ،''سیف چشتیائی'' نامی رسالہ لکھا۔ وہ رسالہ دیکھتے ہی مرزا جی نے جو ارشاد کیا، وہ تاریخ میں محفوظ ہو گیا ہے، ملاحظہ کیجئے، ''مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ ناقل) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔'' (اعجاز احمدی/ رخ، ج ۱۹/ص ۱۸۸)

اپنی گالیوں کا خود نشانہ :

بعض دفعہ انسان دوسروں کو گالیاں دے رہا ہوتا ہے، لیکن اسکو خیال نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی اس کی لپیٹ میں آ رہا ہے، اب جو حوالے آپ کی خدمت میں پیش کرونگا وہ اسی قسم کے ہیں۔

☆ مرزا صاحب فرماتے ہیں'' میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کنجریوں کی اولاد نے۔'' (آئینہ کمالات اسلام/ رخ، ج ۵/ صفحہ ۵۴۷ و ۵۴۸) اصل عبارت عربی میں ہے، جماعت کے علماء کے سامنے جب یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو وہ اسکا ترجمہ بری عورتیں یا بدکار عورتیں کرتے ہیں، یہ علیحدہ بات ہے کہ صرف جماعت کے عام لٹریچر میں ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی اپنی کتابوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں وہی ترجمہ کیا گیا ہے جو ہم نے دیا ہے۔ حوالہ کیلئے روحانی خزائن جلد ۱۲، صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۵ اور روحانی خزائن جلد ۱۶، صفحہ ۱۷ ۳ و ۴۲۷ دیکھیں۔

☆ اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا صاحب کی پہلی بیوی (پھجے دی ماں) اور ان کے بطن سے پیدا ہونے والے مرزا صاحب کے حقیقی دونوں بیٹوں (مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد) نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے ، اور مرزا صاحب کی یہ بیگم انکی ماموں کی لڑکی تھیں اور ان کے والدہ کی بھتیجی اور ان کے نانا کی بیٹی اور پردادا کی پڑنواسی تھیں، اب اس حساب سے مرزا صاحب کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ کیا ہوئیں؟ اور مرزا صاحب کے بیٹے کیا ہوئے؟ اور مرزا صاحب ان رشتوں کے حساب سے خود کیا ہوئے؟ ہم جماعت کا علماء کے کئے ہوئے معنی بھی لیں تو کم از کم مرزا صاحب اور ان کے اہل وعیال برے یا بدکار لوگوں کی اولاد ہیں۔ بُرے اور بدکار تو ولی بھی نہیں ہوسکتے کجا نبوت کے دعویدار بنیں!

☆ دوسری جگہ فرماتے ہیں، ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“ (نجم الہدیٰ/ رخ، ج ۱۴/ص ۵۳) مرزا صاحب نے اپنے لٹریچر میں جگہ جگہ اپنے خاندان اور چچازاد بھائیوں کو اپنا دشمن قرار دیا ہے، اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ کیا میرے کنبہ، کیا میرے عزیز واقارب مجھے میرے دعووں میں مکار خیال کرتے ہیں۔ اسکا مطلب ہے کہ تمام کنبہ اور رشتہ دار دشمن ہیں، اب جس کے اپنے خاندان میں سب کے سب بیابانوں کے خنزیر ہوں اور عورتیں کتیوں سے بڑھی ہوں، اس خاندان سے ایک خود ساختہ جعلی نبی کی جدی مناسبت ہی ہوسکتی ہے مگر کسی نبی اللہ کی نہیں؟

☆ مزید جب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے حقائق ومعارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور زنا کار عورتوں کی اولاد کے سوا سب لوگ مجھے قبول کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مجہول شخص کے نزدیک سوائے اسکے ماننے والوں کے سب حرامزادے ہوئے۔ اور یہ گالی حرامی یا حرامزادہ یا ولدالحرام تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی الہامی وخاندانی گالی ہے اور ان کی کتابوں میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہے۔

☆ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ”یک خطا، دوخطا، سوم مادر بخطا یعنی جو تیسری مرتبہ بھی خطا کرتا ہے اس کی ماں زنا کار ہوتی ہے۔“ (انوارالاسلام/ رخ، ج ۹/ص ۳۲) اور خاص بات یہ ہے کہ پہلی دو ایڈیشنوں میں اسی طرح لکھا ہے جسطرح ہم نے حوالہ دیا ہے مگر روحانی خزائن کے جدید سیٹ میں سوم مادر بخطا کے بعد کی عبارت نہیں لکھی اور وہ جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔ اوپر سے کس دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ کہ ہم مرزا صاحب کی کتابوں میں تحریف نہیں کرتے!

ہم عصر علماء کے بارے میں نادر خیالات :

مرزا صاحب کے اپنے ہم عصر علماء اور دوسروں کے بارے میں کچھ مزید نادر خیالات سے مستفید ہوں، لیکن اس سے قبل مرزا صاحب کا یہ ارشاد بھی ذہن میں رکھیں:

☆ فرماتے ہیں، ”فیوض وبرکات کا چشمہ علماء ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ عام مخلوق ہدایت پاتے ہیں“۔ ملفوظات/ ج ۶/ص ۳۴۸، حاشیہ۔

اب نادر خیالات کو بھی دیکھ لیجئے، اور مت بھولئے کہ مرزا صاحب نے کبھی دشنام دہی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا!

☆ ”اور جو میرے مخالف تھے۔ انکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“ (نزول المسیح / رخ، ج ۱۸/ ص ۳۸۲)

☆ ”اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ۔ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جسکا نام جاہلوں نے سعداللہ رکھا ہے۔“ (حقیقہ

الوحی/ رخ، ج۲۲/ صفحہ۴۴۵)

☆ یہاں پوری قوم کو رگڑ رہے ہیں۔ ''مگر یہ نابکار قوم حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم/ رخ، ج۱۱/ صفحہ۵۴)

☆ اے عورتوں کی عار ثناء اللہ۔ (اعجاز احمدی/ رخ، ج۱۹/ صفحہ۱۹۶)

☆ ''اے جنگلوں کے غول، تجھ پر ویل''۔ اعجاز احمدی/ رخ، ج۱۹/ صفحہ۱۹۳۔ لگتا ہے کھسروں کی صحبت میں بھی رہے ہیں جو ویل اکٹھی کرنے پر آ گئے ہیں؟

☆ ''اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بطالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم/ رخ، ج۱۱/ صفحہ۵۴)

☆ **آخر هم شيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد احمد الجنجوبيو هو شقى كالا مروهى و من الملعونين۔** '' (انجام آتھم/ رخ، ج۱۱/ صفحہ۲۵۲) ترجمہ: ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے، جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ امروہی (مولانا احمد حسن امروہی۔ ناقل) کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔

☆ ''پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ رسول کے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم/ رخ، ج۱۱/ ص۳۳۴)

☆ مشہور شیعہ بزرگ و عالم جناب علی حائری کے بارے میں فرماتے ہیں ''اور جب میں نے علی حائری جو سب جاہل تر ہے، دیکھا تو کہا۔'' (اعجاز احمدی/ رخ، ج۱۹/ ص۱۸۶)

☆ اے بدذات فرقہ مولویاں...... (انجام آتھم حاشیہ، رخ ص۲۱/ ج۱۱)

ان گالیوں پر انسان کیا تبصرہ کرے۔ گالیاں مرزا صاحب کی ہر کتاب میں سے مل جائیں گی، جن سے مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت آشکار ہوتی ہے!

☆ کیا یہ دشنام دہی نہیں؟

☆ کیا یہ منہ سے جھاگ نکلنا، آنکھیں نیلی پیلی ہونا نہیں؟

☆ کیا قرآن کریم کی آئت اور اخلاق کے مطابق عمل ہے جسکا ذکر اوپر کے حوالوں میں کر چکے ہیں؟

قادیانی دوستو ہمیں پتہ ہے کہ پہلا جواب تم لوگوں کا یہ ہوگا کہ علماء نے پہلے گالیاں نکالی ہیں۔ اگر مان بھی لیں! تو علماء اور داعی نبوت کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ علماء غلطی کر سکتے ہیں مگر نبی نہیں! ایک شرارتی بچہ تمہیں گالی نکالے یا پتھر مارے تو کیا تم بھی اس سے بڑھ کر گالی نکالو گے اور اسکے سر میں اینٹ مارو گے؟ یا پھر سوچو گے کہ وہ تو بچہ ہے میں بڑا ہوں درگزر کروں یا کم از کم سمجھانے کے لئے احسن راستہ اختیار کروں؟ ایک عالم اور نبی کے درمیان بھی بچے اور بالغ والا فرق ہی ہوتا ہے۔

☆ حدیث شریف میں آیا ہے'' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔(بحوالہ بخاری و مسلم) اب حدیث کی روشنی میں مرزا صاحب کیا ہوئے؟ کیا ایک شخص جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہونے کا دعوے دار ہو، اسکا یہی طور طریقہ ہونا چاہیے؟

انگریز عدالتیں:

لیکن ایک دوحوالے انگریزوں کی عدالتوں کے شاید آپکے لئے دلچسپی کا باعث ہوں، وہ انگریز جس کی کاسہ لیسی میں مرزا صاحب نے انتہا کردی، بلکہ انتہا کے بھی ریکارڈ قائم کئے ہیں اور خوشامد میں ذلت کی پستیوں تک پہنچے ہیں۔اور اپنی اس پستی کی وجہ انگریزون کی دیانت اور انصاف کے قصے بیان کئے۔

☆ اس انگریز کی عدالت، جس کے مجسٹریٹ کو مرزا صاحب نے اس کے انصاف کی وجہ سے، حضرت مسیح والے بے انصاف جج پیلاطوس کے بالمقابل اس زمانے کا انصاف کرنے والا پیلاطوس قرار دیا ہے! مرزا صاحب کے بارے میں وہ کیا کہتا ہے؟'' غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں، جن سے اُن لوگوں کی ایذا متصور ہے، جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں......جو اثر اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا۔اس کی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جبتک وہ زیادہ میانہ روی اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے بلکہ اسکی زد کے اندر آجاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، گورداسپور ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء۔یعنی کہ یہاں صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اشتعال پھیلانے والی تحریریں شائع کرتے ہیں اور ان کے پیش نظر دوسروں کے لئے ایذا رسانی ہوتی ہے۔اب مجھے قادیانی دوستو بتاؤ کہ نبی اشتعال پیدا کرنے آتا ہے یا امن پیدا کرنے؟ نبی ایذا رسانی کے لئے آتا ہے یا عافیت دینے کے لئے؟ اور کیا نبی کی یہی اخلاقی حالت ہوتی ہے کہ اس کو عدالت سزا کا خوف دلا کر دوسروں کی ایذا رسانی سے باز رکھنے کی کوشش کرے؟

☆ ایک دوسری عدالت میں (ڈپٹی کمشنر جے ایم ڈوئی کی عدالت) میں ایک اقرار نامہ لکھا اس اقرار نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ '' مرزا غلام احمد صاحب آئندہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو بطالوی نہیں لکھیں گے اور وہ (مولوی بٹالوی صاحب) قادیان کو کادیان نہیں لکھے گا'' خدا کے لئے سوچو کہ کیا ایک نبی اتنا گر سکتا ہے کہ بچوں کی طرح نام بگاڑتا پھرے اور پھر عدالت کے حکم پر باز آئے؟

☆ کیا پھر عدالتوں کے احکام کے باوجود دشنام ترازیوں سے کنارہ کشی کر لی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۰۴ء میں پھر

تیسری مرتبہ عدالت نے مرزا جی کو وارننگ دی اور پہلی دونوں عدالتوں کا اپنے فیصلہ میں حوالہ دیا۔

ڈھٹائی کا عالم:

یہ اس نبی کا حال ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ ''ان (علماء۔ ناقل) نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں نے انکو جواب نہیں دیا''۔ مواہب الرحمٰن، رخ ص ۲۳۶/ ج ۱۹۔ اگر ابھی جواب نہیں دیا تو یہ حال ہے اور اگر جواب دیتے تو پتہ نہیں کیا کرتے؟

فہرست:

قادیانی جماعت کے مربیوں نے (یہودیوں کے رَبی ہیں دراصل۔ اور یہ م اختصار ہے مہا کا یعنی مہا رَبی مطلب یہ نکلا مربی کا بڑے یہودی مولوی) ایک فہرست مرتب کی ہوئی ہے کہ یہ گالیاں قران شریف میں ہیں یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیں۔

☆ یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ قرآن شریف میں گالیاں ہیں۔ قرآن شریف اللہ تعالےٰ کی کتاب ہے کسی انسان کی نہیں جس سے جواب طلب کریں۔ مرزا صاحب کا ایک شعر ہے کہ ''تیرا صحیفہ چوموں، قرآن کے گرد گھوموں کہ کعبہ میرا یہی ہے''، اس شعر میں جو دوسرے مغالطے ہیں اُن پر اس وقت بات نہیں ہو رہی، بلکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گالیوں والی کتاب کو مرزا صاحب چوم رہے ہیں اور اسکو کعبہ بنا کر گھوم رہے ہیں۔ برکت کے لئے یا گالیاں سیکھنے کے لئے؟ اگر برکت کے لئے تو قرآن کریم میں کوئی گالی نہیں اور یہ قادیانیوں کی قرآن پاک پر جھوٹا الزام اور ناپاک جسارت ہے۔ لیکن اگر قادیانی اس بات پر قائم ہیں کہ قرآن کریم میں گالیاں ہیں تو مرزا کا گالیوں کو کعبہ بنانا کیا پیغام دیتا ہے، کہ یہ نبی قادیانی کا ایک نام نبی گالیانی بھی ہے۔

☆ یہاں سوال یہ بھی نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گالیاں دی ہیں یا نہیں۔ لیکن قادیانیوں نے اس کو اُٹھایا ہے۔ ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا قرار دیتے ہیں یہ قادیانی حضرات، اگر واقعی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آقا ہیں تو ان کے اوپر ایک بے بنیاد اعتراض ہمارے سامنے کیوں؟ قادیانیوں کے نزدیک ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں، تو کیا کوئی غیرت مند غلام اپنے آقا کے منکروں کے سامنے جا کر یا غیرت مند اولاد اپنے باپ کے منکروں کے آگے جا کر اپنے آقا یا باپ کی بدخوئی کرتے ہیں؟ کیا اپنے باپ کے منکروں کو بتاتے ہیں کہ اے منکرو ہمارے باپ کا کام گالیاں دینا ہے؟ تُف ہے تم پر ایسے جواب دینے والے بے غیرتو۔ اچھی باپ اور آقا کی عزت بنانے کے دعویدار ہو؟ اور اگر یہ بات نہیں تو تمہارا دعویٰ حُب رسول غلط ہے، اور تم مرزا غلام اے قادیان کے چیلے ہو، جو کہ دشمن شرافت، دشمن ایمان، دشمن قرآن ہیں!

☆ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نعوذ باللہ محمدؐ کی دوسری بعثت قرار دیا ہے۔ یہ جواب دو کہ یہ بعثت نعوذ باللہ گالیوں والے محمدؐ کی ہے یا نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہے؟

دوسری بعثت کا نظر یہ ایک بہت بڑا جھوٹ اور مرزا صاحب کا فراڈ ہے، لیکن یہ موقع اس پر بحث کا نہیں، صرف مرزا صاحب کے بیان پر سوال ہے۔ اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی بعثت مراد ہے تو تمہارا گالیوں والا الزام بے بنیاد، بہتان، جھوٹ، خباثت کی بدترین قسم ہے، اور اگر وہ مراد نہیں تو پھر گالیوں والے کسی محمد (نام والے) کے پیروکار یا بعثت ثانیہ، ثلاثہ، چہارم وغیرہ ہیں تو جائز ہے کہ مرزا صاحب ساری عمر گالیاں دیتے رہے اور اس طرح اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کرتے رہے۔

☆ قادیانی مربیو، اوران کے پیچھے بھیڑ کی طرح بغیر سوچے سمجھے چلنے والو! اصل بات یہ ہے کہ

☆ قران کریم نے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی اور کہیں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں تو ایک کسی خصلت کو ظاہر کرنے کے لیے

☆ دوسرے ایک یا دو الفاظ ایک وقت میں نہ کہ ایک ہی سانس میں دس دس بیس بیس گالیاں

☆ اور تیسرے کسی کا خاص نام لیکر نہیں بلکہ عمومی رنگ میں

☆ اور چوتھے کسی ذاتی رنجش اور دکھ کے جواب میں گالی نہیں دی، بلکہ جو لوگ رسول اکرم کو بے انتہا دکھ دیتے رہے وہ ان کے لئے بھی رحمت کی دعا کرتے رہے۔

اصل سوال اس مضمون کا یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ امام الزمان ہیں! بطور امام زمان کے وہ گالی کا جواب بھی نہیں دے سکتے، کجا یہ کے خود کسی کو گالی دیں۔ اوران کا دعویٰ بھی ہے کہ انہوں نے کبھی دشنام دہی نہیں کی اور نہ ہی جواب میں کسی کو گالی دی ! کیا مرزا صاحب نے ابتدا، یا جواب میں ہی سہی گالیاں نکالی ہیں یا نہیں؟

☆ قند مکرر کے طور پر اور بطور یاد دہانی پھر مرزا صاحب کے الفاظ میں ہی عرض کرتے ہیں، ”قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسلئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ انکے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہوسکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں، وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت انک لعلی خُلُق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے“۔ اس سے قبل دئے گئے حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے فتوے اور دئے گئے معیار کی رُو سے امام الزمان نہیں ہیں۔ جو لوگ اس کردار و اقرار اور ثبوت کی موجودگی کے باوجود بھی ان کو امام الزمان سمجھتے ہیں تو ہم صرف ان سے یہی درخواست کریں گے کہ اَفلا تدبرون۔ القرآن۔ پس تم کیوں نہیں غور کرتے ؟

مرزا غلام اے قادیانی کیسے عکس رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے دعویدار ہیں، کیسے محمدؐ ثانی ہونے کے مدعی ہیں (نعوذ باللہ)؟ کہ ذرا ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو کر بھٹیارنوں کی طرح نہ صرف شخصیتوں کو بلکہ اس علاقے کی زمین

کو بھی تا قیامت ملعون قرار دے رہے ہیں؟۔

☆ جس کے بروز ہونے کا ظل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ وہ تو سراپا رحمت تھے! وہ تو رحمت اللعالمین تھے! ان پر راستے سے گزرتے ہوئے گند پھینکنے والی ایک دن موجود نہیں تھی، اسکو بجائے برا بھلا کہنے کے اس کا حال پوچھنے چلے گئے، اور یہاں مرزا صاحب گالیاں نکال رہے ہیں، جواب دے رہے ہیں۔ آئندہ بھی گالیوں سے فنا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں! دوسرے مذاہب کے ساتھ جو سلوک مرزا صاحب نے کیا ہے اس کے نتیجے میں بعض بدنصیب آریوں اور ہندؤں، عیسائیوں نے جو گند اُچھالا ہے اور اُچھال رہے ہیں وہ دنیا بھر کے مسلمان بھگت رہے ہیں کہ قادیانی جماعت کا اسلام سے تعلق نہ ہونے کے بوجود اپنا مسلمان ہونے کا پروپیگنڈہ کرتا ہے۔ اور دوسرے مذاہب کے لوگ لاعلمی کی وجہ سے زندیقوں کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔

☆ اگر مرزا صاحب مسلمان ہیں تو اسلام کے اندر کسی نئے نبی و رسول کی گنجائش نہیں، اس لئے مرزا صاحب کے دعوے غلط ہیں یا وہ مسلمان نہیں!

لیکن اگر چند لمحے کو مرزا صاحب کو مسلمانوں کا نبی ہی سمجھ لیں تو کیا یہ رویہ ایک نبی کا/ نبیوں کے مثیل کا/ رسول کریم کی پیشگوئیوں کے مصداق کا/ ان کے ظل وعکس کا ہوسکتا ہے یا ہونا چاہیئے؟؟؟ مرزا صاحب نے دوسرے مذاہب اور انکی کتابوں، خداؤں، نبیوں کے بارے میں جو خامہ فرسائیاں کی ہیں وہ ایک علیحدہ اور تفصیلی باب بلکہ کتاب کا متقاضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آئندہ کسی دوسرے مضمون میں۔

چھوٹی سی مثال:

رف ایک چھوٹی سی مثال بطور جھلک کہ مرزا صاحب کے دوسرے مذاہب پر اعتراضات کیسے ہیں؟ کیا علمی اعتراضات ہیں یا محض اعتراض کے نام پر اپنے خبث کا اظہار کر رہے ہیں؟ دوسرے مذاہب کے ساتھ مرزا صاحب کے رویہ کے بارہ میں ارادہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دے دی!

☆ مرزا صاحب آریوں کے خدا کے متعلق فرماتے ہیں'' آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہوتا ہے، سمجھنے والے سمجھ جائیں''۔ چشمہ معرفت/ رخ ج ۲۳/ ص ۱۱۴۔ مرزا صاحب کے دماغ کی رسائی یہاں تک ہی تھی کہ کتاب کا نام چشمہ معرفت ہے اور اسمیں بات پر زور ہے'' ناف سے دس اُنگل نیچے کا''۔ کیا مرزا صاحب کا چشمہ معرفت ناف سے دس اُنگلی نیچے تھا؟ کیا یہ کوئی علمی اعتراض ہے، یا مرزا صاحب کے (اپنے اعترافی بیان کے مطابق ان کو چوڑھیوں، کنجریوں سے) ذاتی تجربہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والا اعتراض ہے؟

ناوک نے تیرے:

مرزا صاحب کا حال بقول شاعر یہی ہے کہ ناوک نے تیرے کوئی صید نہ چھوڑا زمانے میں۔ مرزا صاحب کے کلام کے صرف چند نمونے ہی پیش کئے گئے ہیں

☆ کیا ایک نبی اللہ دوسرے مذاہب والوں کو اخلاقی طور پر اتنا گر کر بھی نشانہ بنا سکتا ہے؟

قادیانی عزیزوں اور دوستوں سے سوال کرتا ہوں کہ آیا مرزا غلام احمد بانی جماعت قادیانی اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ ہر شریف اور انصاف پسند ایماندار آدمی کا جواب ہوگا کہ

☆ یقیناً نہیں، یقیناً نہیں، یقیناً نہیں۔

☆ کیا یہ اس اخلاق اور کیریکٹر کے ساتھ، جو کہ ہم سطور بالا میں بمعہ ثبوت پیش کر چکے ہیں، اُس مقام پر فائز ہو سکتے ہیں جس کا اُن کو دعویٰ ہے؟

☆ کیا یہی امام الزماں ہیں جن کی خبر سب نبیوں نے دی تھی؟

☆ اگر تو اخلاق سے عاری امام الزماں کی بات یا خبر تھی تو پھر ان ہی کے لئے تھی۔

☆ لیکن اگر مقرب خدا کی خبر تھی تو پھر احمد یو ایک بار پھر دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دو کہ کیا مرزا غلام احمد صاحب کا کیریکٹر، مرزا صاحب کے اپنے بھی بتائے ہوئے معیار کے مطابق بھی ایک امام الزماں کا ہی کیریکٹر ہے؟

☆ کیا نبی اللہ/ مہدی/ مسیح/ مجدد/ کسی سمجھدار آدمی کا بھی کیریکٹر گالیوں کی مشین گن چلانے کا ہوتا ہے؟

☆ اور اوپر سے یہ تعلّی کہ ''خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین ۳/ رخ ، ج ۱۷//ص ۴۲۶) کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو گالیاں دینے، غلط کام کرنے اور پھر نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اسکا انکار کرنے کی تہذیب دے کر اپنے مقربین کو بھیجتا رہا ہے؟ آپ اگر باضمیر ہیں تو یہ فیصلہ ہوگا کہ مرزا صاحب کے کیریکٹر والے بندے نہ تو خدا کے مقرب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی امام زمان اور نہ ہی شریف آدمی!

☆ ان خود ساختہ رسول صاحب کے تہذیب و اخلاق کے نمونے آپ نے دیکھ ہی لئے ہیں، اور ایسے نمونے انکی تمام کتابوں میں کافی زیادہ موجود ہیں۔

مزید کیا کہوں، بہتر یہی ہے کہ میں مرزا صاحب کے ہی ایک شعر پر اس باب کو یہاں بند کرتا ہوں............

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم/ رخ، ج ۲۰/صفحہ ۴۵۸)

فاعتبروا یا اُولی الابصار

☆☆☆

قادیانی مذہب میں خدا کا تصور

علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ

مرزائی اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے یہ دعوے کیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب تجدد دین کے لیے منصبِ امامت و نبوت پر فائز ہوئے اور انھوں نے تیرہ سو سال کے غلط تصورات کو اپنے جدید علم کلام کے ذریعہ (جو انھیں الہاماً عطا فرمایا گیا) مٹانے کی کامیابی کوشش فرمائی۔ اور یہی ان کے تشریف ارزائی فرمانے کا مقصد تھا۔

ہر مذہب میں جملہ اعتقادات ویقینات سے پہلے خدا کے وجود کا اقرار ضروری ہے اور ہر ایک مذہب کے پیروؤں کے ہاں خدا اور اس کی صفاتِ کاملہ کا کچھ نہ کچھ تصور موجود ہے۔ مسلمانوں کے ہاں تیرہ سو سال سے اب تک خدا کو واجب الوجود، خالق عالم، مسبب الاسباب، عالم ماکان وما یکون، قادر مطلق، جملہ عیوب سے منزہ اور جملہ صفاتِ حسنہ سے متصف مانا جاتا ہے۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے بھی مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا اور آج بھی مسلمان یہی اعتقاد رکھتے ہیں مگر مرزا صاحب جدید علم کلام لے کر جب تشریف لائے تو انھوں نے اس بنیادی عقیدہ کے متعلق سب سے پہلے یہ رائے ظاہر کی۔

> ''اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں۔ طول اور عرض رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس کی تاریں ہیں۔'' (توضیح المرام، ص ۲۳۵)

اس کے بعد جب اسے تجسم سے متصف کر دیا گیا تو یقینی بات ہے کہ آمد و رفت کی سہولت کے لیے اس کے پاس کوئی سواری بھی ہو۔ چنانچہ کہا:

> ''خدا تعالیٰ نے اپنی تجلی پاک کے ساتھ اس پر یعنی انسان پر سوار ہوا جیسے اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔''
> (توضیح المرام، ص ۸۵)

''سواری'' کے بعد اللہ میاں کیا کرتے ہیں؟ یہ ایک فطری سوال ہے جو مرزا صاحب کی فصیح و بلیغ عبارت پڑھ کر ہر شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لیے ایک مرزائی وکیل کا بیان تو یہ ہے کہ طاقت رجولیت کا اظہار فرماتے ہیں'' مگر خود مرزائی صاحب اشارات و کنایات تک اس دلچسپ حکایات کو محدود فرما کر صرف اتنا فرما گئے ہیں:

''خدا بے پردہ ہوکر مجھ سے ٹھٹھے کرتا ہے۔'' (توضیح المرام)

اگر آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر خدا جب مجسم ہے تو کاہے کا بنا ہوا ہے۔ انسان کی طرح اربع عناصر سے اس کی ترکیب ہے یا کوئی بڑھیا دھات اس کے وجودِ مسعود میں لگائی گئی۔ تو اس کے جواب میں جدید علم کلام نے صرف اتنا کہا ''ربنا العاج'' ہمارا رب عاج ہے۔ اب ''عاج'' کی لغوی تحقیق آپ خود ہی فرمائیں۔ عام تحقیق پر اعتبار ہو تو اس کے معنی ''ہاتھی کے دانت'' کے کر لیجیے اور اگر زیادہ دقتِ نظر کا اشتیاق ہو تو شاید اس کے معنی ''گوبر'' کے بھی نکل آئیں۔ غرض اس میں آپ کو جدید علم کلام کسی خصوصی تصور پر مجبور نہیں کرتا۔ یہ معاملہ آپ کے عقل و نظر پر موقوف چھوڑا گیا ہے۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ کی صفات کا معاملہ آتا ہے تو ان کے تصور کے لیے فی الحال میرے سامنے صرف دو حوالے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ خدا کو کسی انگریزی عدالت کا حاکم تصور فرمایئے۔ جو کوٹ پتلون ڈانٹے گردن اکڑائے کرسی پر نیم دراز ہے۔ مقدمے کے واقعات تو کیا مدعی اور مدعا علیہ کی زبان تک سے ناواقف ہے۔ مثل خوان کان پر قلم دھرے میز کے ساتھ ہے اور اپنی مرضی کے موافق حکم لکھ کر ''صاحب'' سے صرف دستخط لے لیتا ہے۔ اس تصور میں مرزا صاحب اپنی حیثیت اس مثل خوان سے دستخط کرا لیتے ہیں۔ اس تصور میں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ دستخط کرنے کے وقت خدا ایک نو آموز پٹواری کی طرح اپنے اردگرد روشنائی کا چھڑکاؤ بھی ضروری خیال فرماتے ہیں تاکہ ''خدا کی بات پوری ہو کر'' سند رہے۔ اور وقت ضرورت بغیر ہرا اور پھٹکری لگائے رنگ چوکھا دینے کے کام آئے۔

دوسرا حوالہ یہ ہے کہ خدا کو ایک کم حوصلہ سردار تصور کیجیے جس کے ماتحت سے راستے میں کسی راہی کی مڈبھیڑ ہو گئی ہو۔ اگرچہ نوکر، چاکر، سپاہی اور شاگرد پیشہ سب موجود ہیں مگر سردار خود سواری سے اتر کر اس راہ گیر کے ساتھ ہاتھا پائی کرنے لگ جاتا ہے اور اس میں اپنے مرتبہ اور وجاہت کا خیال بھی نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو:

> ''اور لیکھرام کے متعلق جو پیش گوئی ظہور میں آئی وہ درحقیقت خدا کی ایک چمکار تھا گویا یا خدا اپنے رسول کے لیے خود اتر کر لڑا۔'' (نزول مسیح، ص ۱۴۴)

ان تصورات کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کے ایک ساتھی پیر سراج الحق صاحب کے بیان کو اور ملا لیجیے۔ وہ کہتے ہیں:

> ''حضرتِ اقدس علیہ السلام (؟) کی وفات سے تقریباً دو سال پہلے میں نے ایک خواب دیکھا کہ قادیان شریف سے مشرق کی طرف زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہوں اور میرا منہ مغرب کی طرف ہے اور میرے دس بارہ قدم کے فاصلہ پر اللہ جل شانہ کھڑے ہیں۔ پنجابی روش کے کپڑے ہیں۔ اور قومی

پہلوان مضبوط بھاری جسم ہے اور آپ کا منہ قادیان کی طرف ہے، لیکن آپ مجھ سے کچھ اوپر کی طرف ہیں اور میرے دائیں طرف لیکن نیچے کی طرف پانچ سات قدم کے فاصلہ پر مولانا نورالدین وغیرہ ہیں اور مولوی محمد احسن اور مولوی محمد علی ایم اے بہت دور کھڑے ہیں اور بہت نیچی جگہ پر ہیں۔ مگر اللہ جل شانہ اس طرح کھڑے ہیں کہ جیسے کسی محبوب کے انتظار میں ہو اور جلد دوڑ کر اس کو چمٹ جاوے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ دیکھئے کون محبوبِ الٰہی آتا ہے۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود دوڑتے ہوئے آئے۔ اور جب میرے سامنے آئے تو اللہ جل شانہ چند قدم چل کر دوڑ کر لپٹ گئے اور حضرت مسیح موعود اللہ جل شانہ کو چمٹ گئے۔“ (الحکم قادیاں، ۲۱/اگست ۱۹۳۸ء، ص ۴)

اس کھلی ہوئی شہادت اور انتہائی وضاحت کے بعد جدید علمِ کلام کی بنا پر خدا کا تصور گاما پہلوان کے تصور سے ملتا جلتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ گاما پہلوان خاک وخون سے بنا ہوا ہے اور خدا ہاتھی دانت کا ہے۔ گاما پہلوان کے دو ہاتھ اور دو پاؤں ہیں اور خدا کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پاؤں اور تیندوے کی طرح کی تاریں۔ ان کے علاوہ وہ کرسی پر بیٹھا دستخط کر رہا ہے، کبھی انسان پر سوار ہے۔ کبھی مرزا کے ساتھ مصروفِ ملاعبت ہے، کبھی راہ گیروں کے ساتھ لڑ رہا ہے اور کبھی دوڑ دوڑ کر مرزا سے بغل گیری اور معانقہ کر رہا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ . اللھم اعدنا من ھذہ الخرافات

سیاست

”اس ہزار شیوہ نازنین نے کس سے وفا کی ہے اور سے دغا۔ اس کی چشمِ مے فروشی سے کس نے جرعہ ہائے یاسمینی کشید کیے اور کس بدنصیب نے نگہ خشونت آلود سے سزا پائی۔ اس مقتلِ سیاست میں کون کون اس کے غمزہ ہائے بے محابا کا صیدِ زبوں ہے اور کون کون اس سے بوس وکنار کا لطف اٹھا رہا ہے۔ پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایشیائی معشوق کی مختلف اداؤں کا جو نقشہ غزل میں کھینچا جاتا ہے وہ اس کے قامت دلجو کی خصوصیتِ اولیٰ ہے۔ یہ ایک عجیب جلوہ گاہ ناز ہے جو آج باریاب ہے، وہی کل سزاوار ہے۔ آج جن کو خم پہ خم عطا کیے جا رہے ہیں وہی کل ایک ایک قطرے کو ترس رہے ہیں۔ غرض یہ کہ سیاسیات کی مثال اس ابرِ رواں کی طرح ہے جو کبھی رحمت اور کبھی زحمت ہو جاتا ہے۔“

(شورش کاشمیریؒ)

تحفظِ ختمِ نبوت کا محاذ

(۱۱/اپریل کو لاہور میں ہونے والی کانفرنس کے حوالے سے)

سید میر رمیز احمد

انگریز سامراج نے برصغیر پر اپنے تسلط کے دوران مسلمانوں کے مرکز وحدت کو کمزور کرنے اور جذبہ جہاد کی روح کو نکالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو اپنی بیساکھیوں سے کھڑا کیا۔ اس کا ایک بڑا مقصد مسلمانوں میں تفریق در تفریق بھی تھا لیکن یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا اعجاز ہے کہ نہ صرف دینی طبقات بلکہ قومی وملی زُعماء اور علماء لدھیانہ اور علماء اہلحدیث سبقت لے کر میدان میں اُترے۔ علامہ اقبال نے قادیانیت کو یہودیت کا چربہ قرار دیا۔ محدث العصر حضرت سید محمد انور شاہ کی ''نظرِ انور'' سید عطاء اللہ شاہ بخاری پر پڑی۔ قافلۂ سخت جاں'' مجلس احرار اسلام نے ۱۹۵۳ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کے مرکزی مقام ضلع گورداسپور کے قصبہ ''قادیان'' میں اپنا دفتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور جان کو جوکھوں میں ڈال کر در پردہ دفتر کے لیے مکان کی تلاش شروع کردی۔ ۲۱ تا ۲۳/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو کل ہند احرار ختمِ نبوت کانفرنس قادیان میں ہوئی اور ہندوستان کی چوٹی کی مذہبی قیادت نے نہ صرف شرکت کی بلکہ شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت کی سرپرستی و معاونت بھی فرمائی۔ اِس کانفرنس کے بعد پوری دنیا میں اِس مسئلہ کی صدائے بازگشت محسوس کی جانے لگی۔ پاکستان بننے لگا تو باؤنڈری کمیشن کے سامنے قادیانیوں نے جو بیان فائل کیا، اس کی وجہ سے ضلع گورداسپور کو ہندوستان میں رہنے دیا گیا اور ایک سازش کے تحت کشمیر کو جانے کے لیے دفاعی نقطہ نگاہ سے ہمارا راستہ بند کردیا گیا۔ مسئلہ کشمیر آج تک اِس وجہ سے لٹکا ہوا ہے۔

پاکستان بننے کے بعد مجلس احرارِ اسلام نے مسلم لیگ کو موقع دیا کہ وہ اپنے دعویٰ کے مطابق ملک کو چلائے اور ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائے لیکن پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ خاں قادیانی کو بنا دیا گیا۔ جس نے قومی وسائل سے بیرونِ ممالک سفارت خانوں کو قادیانی اِرتداد کے اڈوں میں تبدیل کرنے کی ہر ممکن کوششیں کی۔ مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو ''احمدی سٹیٹ'' میں تبدیل کرنے کی بات کی اور موسیو ظفر اللہ خاں نے اپنی سرکاری حیثیت میں کراچی کے جلسۂ عام میں اسلام کو مردہ اور احمدیت کو زندہ مذہب قرار دیا۔ تب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

رحمتہ اللہ علیہ نے تمام مکاتبِ فکر کو مجلس احرارِ اسلام کی میزبانی میں ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظِ ختمِ نبوت'' کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا۔ قادیانیوں کی محلاتی اور خطرناک سازشوں کے نتیجے میں قادیانی مخالف تحریک نے زور پکڑا پنجاب میں جزوی طور پر مارشل لاء لگا دیا گیا۔ بظاہر تحریکِ ختمِ نبوت کو کچل دیا گیا لیکن ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھوں اگلی تحریک کے نتیجے میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ دس سال بعد صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں امتناعِ قادیانیت ایکٹ کے تحت قادیانیوں کو اسلامی علامات و شعائر کے استعمال سے قانوناً روک دیا گیا۔ بھٹو مرحوم نے کہا کہ ''قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔'' تحفظِ ختمِ نبوت کے محاذ کی تینوں بڑی جماعتوں نے اس محاذ کو ایک حد تک سر گرم رکھا لیکن قادیانی ریشہ دوانیاں بڑھتی گئیں اور اسٹیبلشمنٹ اور ورلڈ اسٹیبلشمنٹ تک ان کی رسائی نے خطرناک صورتحال پیدا کر دی۔ مختلف دینی مکاتبِ فکر نے ۱۹؍اکتوبر ۲۰۰۸ء کو مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں حضرت امیرِ شریعت کے فرزند قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت اور مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی میزبانی میں ''متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی'' تشکیل دے کر اس تحریک کو آگے بڑھانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ جس کے بعد ۲۸؍دسمبر ۲۰۰۸ء کو لاہور میں ''کل جماعتی ختمِ نبوت کنونشن'' منعقد ہوا جس کی آواز پوری دنیا میں سنی گئی اور اب اِس محاذ کی سب سے بڑی جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت نے بھی صورتحال کا ادراک کر لیا ہے۔ ۱۱؍اپریل کو بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان کی سطح پر ''ختمِ نبوت کانفرنس'' اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کانفرنس اس مسئلہ پر عوام میں بیداری پیدا کرنے اور دینی حلقوں کو منظّم کرنے میں نہائت مثبت کردار ادا کرے گی۔ متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی نے ۷؍مئی کو ساہیوال میں ''کل جماعتی ختمِ نبوت کنونشن'' کا اعلان کیا ہے۔ ہماری دیرینہ خواہش و کوشش ہے کہ مجلس احرارِ اسلام، عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اور انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ کے اکابر کو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دینی چاہیں اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات و میڈیا اور نت نئی لابنگ پر نظر رکھتے ہوئے اپنی ترجیحات طے کرنی چاہیں نیز دنیا بھر میں اِس کام کے حوالے سے ختمِ نبوت اکیڈمی لندن سمیت مختلف اداروں اور شخصیات کے باہمی رابطے و تعاون کو فروغ ملنا چاہیے۔ یہ پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ بھی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت و ختمِ نبوت کے محاذ کا تقاضا بھی ہے اور مقتدر حلقوں کی طرف سے تحفظِ ختمِ نبوت کے حوالے قوانین کو سبوتاژ کرنے کی گھناؤنی سازش و کوشش کا سدباب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے پہلے سے زیادہ منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یا رب العالمین!

دوسری قسط

حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر خالد شبیر احمد

قیامِ پاکستان کے بعد:

قیامِ پاکستان کے بعد بھی اگر چہ آپ کا صدر مقام رائے پور ہی رہا لیکن پاکستان کے اندر بھی ہر جگہ آپ کے ارادت مند پھیلے ہوئے تھے۔ جن کی روحانی پیاس بجھانے کے لیے آپ اکثر و بیشتر پاکستان تشریف لاتے۔ معمول یہ تھا کہ (پاکستان تشریف لاتے اور پاکستان کے اندر مختلف مقامات پر کئی کئی ماہ قیام فرماتے۔ اس دوران پورے ملک کے اندر پھیلے ہوئے عقیدت مند ہر جگہ سے آپ کے ہاں جوق در جوق تشریف لاتے اور اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی روح پرور محفلوں میں بیٹھ کر آپ کے فیوض و برکات سے استفادہ کرتے۔ ہر دفعہ قیام پاکستان کے دوران کئی نئے لوگ آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر حلقۂ ارادت میں شمولیت اختیار کرتے جس جگہ بھی آپ کا قیام ہوتا وہ جگہ ایک خانقاہ کی شکل اختیار کر لیتی تھی اور آنے والوں کا تانتا بندھ جاتا تھا۔ ہر وقت آپ کی موجودگی میں ذکرِ الٰہی سے فضا معمور اور دل مسحور رہتے۔

تقسیم ملک کے بعد آپ پہلی دفعہ ربیع الاوّل کے مہینے میں غالباً ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۹ء پاکستان تشریف لائے۔ دہلی سے کراچی پہنچے اور کراچی سے ملتان اور ملتان سے فیصل آباد (لائل پور) کچھ دن قیام کر کے آپ ۲۰ر فروری ۱۹۴۹ء کو اپنے وطن ڈھڈیاں تشریف لے گئے۔ ۱۹۴۹ء کے بعد آپ مسلسل پاکستان تشریف لاتے۔ کئی جگہوں پر قیام رہتا لیکن سب سے زیادہ قیام لاہور میں ہی ہوتا تھا۔ دوسری دفعہ جب آپ ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لائے تو آپ کا قیام صوفی عبدالحمید کی کوٹھی پر تھا جو پنجاب لیگی حکومت میں غالباً وزیرِ بحالیات تھے۔ ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری فرماتے ہیں کہ اس بات کا علم جب امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا کہ حضرت لاہور میں تشریف لے آئے ہیں۔ اور قیام ان کا لیگی وزیر کے ہاں ہے تو آپ بڑے بے چین اور مضطرب رہے کہ لیگی وزیر کے ہاں کس طرح جاؤں لیکن جلد ہی اپنے پیر و مرشد کی محبت اور عقیدت غالب آئی اور آپ نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے پیر و مرشد کو ملنے کے لیے جہاں بھی ہیں جائیں گے۔ چنانچہ جب آپ صوفی عبدالحمید کو کوٹھی پر تشریف لے گئے تو اسے اتفاق کہہ لیجئے یا پھر کچھ اور نام دے لیجئے کہ صوفی عبدالحمید صاحب اپنی کوٹھی کے مرکزی دروازے پر امیر شریعت کے استقبال کے لیے پہلے سے ہی موجود تھے۔ انہوں نے مسکرا کر بڑی تعظیم کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ میرے لیگی ہونے کا اپنے ذہن پر

کوئی اثر نہ لیں میں تو آپ کا بھی عقیدت مند ہوں اور آپ کی دینی سیاسی خدمات کا دل و جان سے معترف ہوں اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ آپ پیر و مرشد کو ملنے کے لیے میرے گھر تشریف لائے۔ جس کے بعد امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی وہ کیفیت جاتی رہی جس کا پہلے ذکر ہوا ہے۔

صوفی عبدالحمید کی کوٹھی کے بارے میں مولانا ابوالحسن علی ندوی تحریر کرتے ہیں،

> ''یہ کوٹھی کثیر التعداد اور وسیع کمروں اور ایوانوں، ڈرائنگ روم اور متعدد غسل خانوں پر مشتمل ہے۔ جس میں بیک وقت سوڈیڑھ سو آدمی گذارا کر سکتے ہیں۔ کوٹھی میں ایک وسیع چمن اور سبزہ زار ہے۔ ایک ایک وقت میں سو سو مہمان ہو گئے۔ صوفی صاحب کے متعلقین اوپر کی منزل میں منتقل ہو جاتے اور خود نیچے کی منزل میں ایک چھوٹے سے کمرے پر قناعت کرتے اور پوری کوٹھی آنے والے مہمانوں اور اللہ اللہ کرنے والے دوستوں کے حوالے کر دیتے جو درویشانہ اور متوکلانہ جہاں جگہ پاتے پڑ جاتے۔ نمازوں کے وقت کمروں کی حدود ختم ہو کر دور دور تک صفیں ہوتیں اور مکبر مقرر ہوتے۔ گرمیوں میں باہر وسیع سبزہ زار اور سردیوں میں اندر زیر سقف مجلس ہوتی۔ شام کی مجلس میں شہر کے مقتدر اہل علم وصلاح اور بعض مرتبہ مشاہیر وعمائد شہر بھی ہوتے۔ لاہور کے علماء مشائخ ومشاہیر میں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر صبح کے وقت اور بعض مرتبہ شام کی مجلس میں بڑے اہتمام سے تشریف لاتے۔ مؤدب اور دوزانو خاموش مراقب بیٹھ جاتے۔ اگر حضرت کچھ سوال کرتے تو خاموش اور نہایت اختصار کے ساتھ جواب دیتے ورنہ بالکل خاموش رہتے۔ مولانا کے علاوہ سلسلۂ دیوبند کے دوسرے متعدد علماء واساتذہ آتے رہتے بعض اوقات لاہور اور پنجاب کے اتنے اہل علم' اعلیٰ عہدے دار' سیاسی رہنماء اور قومی کارکن جمع ہو جاتے جن کا ایک جگہ دوسرے مقام پر بیک وقت جمع ہونا مشکل سمجھا جاتا ہے۔ ان میں بڑی تعداد احراری علماء اور رہنماؤں کی ہوتی۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی تشریف لایا کرتے اور ہفتوں قیام فرماتے اور مجلس میں بلبل کی طرح چہکتے۔ ان کی موجودگی اور شیریں نوائی سے لطف صحبت دوبالا ہو جاتا۔ حضرت کی بشاشت اور شیفتگی بھی ان کی موجودگی سے بڑھ جاتی۔''
>
> (سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا ابوالحسن ندوی، صفحہ ۹۰۔۱۸۹)

ایک مرتبہ راقم کو بھی اس مجلس میں شرکت کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا۔ میں ان دنوں حصولِ تعلیم کے سلسلے میں لاہور میں، ۴ مزنگ روڈ پر جناب خضر تمیمی کے دفتر میں اپنے دوست پروفیسر ممتاز سہارن کے ساتھ مقیم تھا کہ اعلان ہوا مولانا ابوالکلام آزاد کی غائبانہ نماز جنازہ موچی دروازے کے باہر پڑھائی جائے گی۔ میں اپنے دوست کے ہمراہ موچی

دروازے پہنچا اوراس جنازے میں شرکت کی۔ یہیں پر مجھے معلوم ہوا کہ میرے پیرومرشد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی لاہور میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور وہ ریڈیو پاکستان کے ساتھ حاجی عبدالمتین صاحب کی کوٹھی پر قیام پذیر ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ میں چلا اپنے پیرومرشد کے پاس آپ کا کیا پروگرام ہے؟ اس نے کہا کہ چلو میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلتا ہوں چنانچہ ہم دونوں پیدل موچی دروازے سے حاجی عبدالمتین کی کوٹھی پر پہنچے تو پتا چلا کہ امیر شریعت یہاں پر قیام پذیر نہیں ہیں بلکہ وہ تو صوفی عبدالحمید کی کوٹھی جو کہ جیل روڈ پر ہے وہاں اپنے پیرومرشد کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں صوفی صاحب کی کوٹھی پر پہنچے۔ کوٹھی کے اندر داخل ہوئے تو کشادگی، وسعت اوراس کے سبزہ زار سے انتہائی متاثر ہوئے۔ مرکزی دروازے سے لے کر عمارت تک ایک لمبا فاصلہ طے کیا تو باہر امیر شریعت علیہ الرحمۃ چند عقیدت مندوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ سلام عرض کیا تو فرمانے لگے تم یہاں پر بھی آ پہنچے۔ جواب میں، میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے لیے آج کافی پیدل سفر کرنا پڑا۔ بڑی مشکل سے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا کہنے لگے کہ مجھ پہ کیا احسان کیا اچھے خاصے صحت منداور جوان ہو مجھے دیکھو کہ میں نے آج اس پیرانہ سالی میں ہسپتال میں اپنے دانتوں کے لیے تین منزلہ سیڑھیاں چڑھنے کا کٹھن کام کیا۔ اس کے باوجود دیکھو ٹھیک ٹھاک بیٹھا باتیں کررہا ہوں۔ باتیں کیا تھیں مولانا ابوالکلام کی شخصیت پر امیر شریعت کی زبان وبیان ایک عجیب وغریب تاثر پیدا کررہا تھا۔ فرمارہے تھے کہ

''عربی مولانا کی مادری زبان تھی۔ فارسی ان کے گھر کی لونڈی اوراردو ان کے در کی باندی اور انگریزی اتنی اچھی جانتے تھے کہ مجھے مخاطب ہوکر کہنے لگے ''بابوتم بھی کیا جانو گے۔''

کافی دیر تک مولانا کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے رہے اور یہ بھی کہا کہ ''حکومت ہندوستان کا یہ کوئی آپ پر احسان تھا کہ ان کے وزیر تعلیم تھے وہ تو ابوالکلام کا بھارتی حکومت پر احسان تھا کہ وہ ان کے وزیر تعلیم تھے۔''

ابھی یہ باتیں ہورہی تھیں کہ ایک آدمی آیا اور امیر شریعت سے کہا کہ شاہ جی حضرت آپ کو اندر بلارہے ہیں۔ میں نے دیکھا تو امیر شریعت کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوا، ننگے سر تھے فوراً آپ نے اپنا سر بڑے رومال سے ڈھانپ لیا اور حضرت جو کہ ایک کمرے میں تھے اُدھر چل دیئے۔ ہم دونوں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ کے پیچھے کمرے تک پہنچے تو اندر کیا دیکھا کہ ایک بڑے سے پلنگ پر ایک کونے پر حضرت رائے پوری تشریف فرما تھے اور کمرہ اپنی وسعت کے باوجود لوگوں کی کثرت کیوجہ سے تنگ تھا۔ ہم تو دروازے پر ہی رُک گئے کہ اندر جگہ نہیں تھی۔ امیر شریعت نے حضرت کو سلام عرض کیا اور بڑی خاموشی سے پلنگ کے ساتھ نیچے بیٹھنے لگے تو حضرت رائے پوری نے فرمایا کہ ''نہیں شاہ جی آپ اوپر میرے پاس پلنگ پر بیٹھیں امیر شریعت تعمیل ارشاد کرتے ہوئے پلنگ پر دوسرے کونے پر بیٹھ گئے حضرت رائے پوری نے فرمایا ''شاہ جی میں نے آپ کو اس لیے بلوایا ہے کہ آپ ان لوگوں کو وعظ فرمائیں''۔ آپ نے وعظ فرمایا۔ ہم دیر تک پیرومرید دونوں کو باری باری دیکھتے اور شاہ کے

وعظ سے مستفیض ہوتے رہے۔ جس کے بعد واپس آ گئے کہ اندر تو تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی۔

قیام پاکستان کے دوران دو اضافے:

مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں:

''پاکستان کے دورانِ قیام دو نئی باتوں کا اضافہ ہو جاتا ایک تو یہ کہ پاکستان پہنچ کر تحریک قادیانیت کے خطرات اور اس کے دور رس اثرات کا احساس (جو کبھی فراموش اور نظر انداز نہیں ہوتا تھا) تازہ ہو جاتا اور طبیعت مبارک پوری قوت و ہمت کے ساتھ اس کے مقابلے، تردید اور ملک کی اس سے حفاظت کی ضرورت کی طرف متوجہ ہو جاتی اور یہ مسئلہ مجالس اور گفتگو کا سب سے بڑا موضوع بن جاتا۔ علماء اور زعمائے احرار اس سے (جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے مقابلے کی خصوصی توفیق عطا فرمائی ہے اور حضرت نے اس کو ''جہادِ اکبر'' پر مامور فرمایا ہے۔) آ جاتے تو ہر گفتگو ختم ہو کر بے اختیار یہی موضوع چھڑ جاتا۔ خصوصاً مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر اور قاضی احسان شجاع آبادی کی تشریف آوری تو گویا دل کا ساز چھیڑ دیتی اور اس موضوع کے سوا دوسرا موضوع سخن نہ رہتا۔ ان حضرات کی کارگزاری سے ان کی ہمت افزائی اور تحسین فرماتے اور نئی تحقیقات، معلومات دریافت فرماتے۔ مولانا محمد حیات جو قادیانی لٹریچر کے حافظ اور قادیانیت کا دائرہ معارف (انسائیکلوپیڈیا) میں تشریف لاتے تو گویا ردِّ قادیانیت کی کتاب کھل جاتی۔ ہمہ تن گوش اور سراپا ذوق ہو کر ان کی نادر تحقیقات اور زندگی کے تجربات سنتے اور کسی طرح ان کی گفتگو سے سیر نہ ہوتے۔ حضرت کو اسی محفل میں کھل کھلا کر ہنستے اور لطف و مسرت کا اظہار کرتے دیکھا گیا۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری وقتاً فوقتاً مجلس کو اپنے لطائف اور قادیانیت پر تبصرہ زعفران زار اور باغ و بہار بناتے۔ حضرت اس میں کوئی مداخلت گوارہ نہ فرماتے اور گویا کیفیت یہ ہوتی

''وہ کہیں اور سنا کرے کوئی''

تقسیم کے بعد حضرت کے سفر و قیام کا بڑا زمانہ سکندر مرزا کے اقتدار اور پاکستان میں شیعیت کے فروغ و انتشار کا زمانہ تھا۔ پنجاب میں جا بجا شیعیت کی تبلیغ اور صحابہ کرام کی توہین کا مشغلہ جاری تھا۔ حکومت کا رویہ اور حکام کی چشم پوشی اور بعض جگہ اہل تشیع کی حمایت اہل سنت کے لیے بڑی شکایت اور رنج کا موجب بن گئی۔ حضرت سے تعلق رکھنے والے متعدد علماء اور احراری رہنما بالعموم حفاظتِ ناموسِ صحابہ اور شیعیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کا مقابلہ کرنے

میں مشغول تھے اور انہوں نے جا بجا اس کے مرکز اور اس مقصد کے لیے انجمنیں قائم کر رکھی تھیں۔ حضرت کی آمد کے موقع پر یہ حضرات اکثر تشریف لاتے اور ملک کے افسوسناک حالات سناتے اور حکام کے تغافل یا شیعیت کی حمایت کی شکایت کرتے۔ حضرت سنِ شعور سے صحابہ کرام کی محبت وعظمت کا غلبہ تھا۔ اکثر فرمایا کرتے کہ صحابہ کرام کی وجہ سے ہم مسلمان ہیں یہی ہمارے مرشد اور ہادی ہیں۔ پاکستان پہنچ کر اور شیعیت کی تبلیغ اور صحابہ کی توہین کے واقعات سن کر آپ پر صحابہ کرام کی محبت کا جذبہ بہت غالب آجاتا۔ بالعموم ان دوستوں سے جو خود شاعر تھے یا دوسرے شاعروں کے اشعار خوش الحانی سے پڑھتے تھے فرمائش کر کے صحابہ کرام کی مدح اور خصوصیت کے ساتھ خلفائے راشدین اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی منقبت میں اشعار سنتے اس وقت آپ پر محبت کا عجب غلبہ اور عجب محویت و کیفیت طاری ہوتی۔ ایک زمانہ میں مشکل سے کوئی دن اس سے خالی جاتا۔ رات کو اکثر سونے سے بیشتر اشعار سنتے آنکھوں میں آنسو اور چہرے پر گہرا اثر ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ان اشعار کا سننا درد کی دوا اور روح کی غذا بن گئی ہے۔''

اکابر شیوخ کی نیابت میں:

اگر ہندوستان کے اکابر شیوخ کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ ہماری اس دھرتی کے متعدد شیوخ جن میں خاص طور پر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت مجدد الف ثانی، شاہ کلیم اللہ جہان آبادی ،حضرت شاہ ولی اللہ، ایسے حضرات ہیں کہ جنھوں نے ہندوستان کی سرزمین پر دین اسلام کی تعلیمات سے اسلام کو پھیلایا اور ہزاروں لاکھوں غیر مسلم ان کے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی واضح ہے کہ ان حضرات نے ہی اسلام کو مختلف تحریکوں کے ذریعے اس وقت بچایا بھی جب کہ مسلمانوں پر کوئی مشکل وقت آیا ان حضرات نے گوشہ عزلت یا پھر اپنے مرکز ارشاد وتربیت میں بیٹھ کر بھی بڑی بڑی انقلاب انگیز تحریکوں کی سرپرستی کی۔ وقت کے فتنوں کا مقابلہ کیا ایسے فتنے جو مسلمانوں کو دین اسلام سے متنفر کرنے کے لیے مختلف انداز میں برپا کیے گئے۔ یہ حفاظتِ اسلام کا ایک اہم فریضہ تھا جو ان حضرات نے سرانجام دیا۔ ان کی تحریک اور ان حضرات کی ترغیب، ان کی نگرانی اور ان کی ہدایات کی روشنی میں ہی ان خدشات کا سدِ باب ہوا جو اس وقت بھارت کی سرزمین پر مسلمانوں کو درپیش تھے۔

دیکھنے والوں کی نگاہ میں صرف وہ تحریکیں تھیں جس میں تمام مسلمان رضا کاروں کی حیثیت میں ہر طرح کی قربانی پیش کر رہے تھے، لیکن جو لوگ حقیقت حال سے واقف ہیں وہ اس بات کو بڑی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ان تحریکوں میں کام کرنے والے جاں نثاروں کی ڈور کن کے ہاتھ میں تھی۔ وہ کون لوگ ہیں جن کا اخلاص، سوزِ دروں، جن کی

حکمت وفراست کام کرنے والوں سے ایک ایسا کام لے رہی تھی جس کی وجہ سے سرزمین پاک وہند میں دین اسلام اور مسلمانوں کے اعتقادی سرمایے کی حفاظت کا سامان مہیا ہوا۔

حضرت عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اگر چہ اپنے شیخ کی نیابت ووراثت میں اور ان شیوخ متقدمین جن کا ذکر اوپر آچکا ہے تقلید واتباع میں اپنے لیے گوشۂ عزلت کا انتخاب کیا تھا اور بظاہر صرف سلوک وتربیت سے ہی تعلق رکھا تھا لیکن انہوں نے اس کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کرام کی تقلید اور نیابت میں متعدد دینی تحریکوں اور خدمت دین اور حفاظت اسلام کے مختلف کاموں کی سرپرستی بھی فرمائی۔ جس کی تفصیلات ابھی تک عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اس کے باوجود مجلس احرار اسلام جو آزادی ہند اور قادیانیت کے رد میں دیگر تمام دینی جماعتوں سے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت اختیار کر چکی ہے کہ آپ کی طرف سے سرپرستی کرنا تو ایک واضح حقیقت ہے جس سے کوئی انکار تو کیا انکار کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کے صفحہ نمبر ۲۹ پر اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

تحریک احرار:

احرار کی تحریک اگر چہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور چودھری افضل حق مرحوم کی سیاسی ذہانت اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اخلاص، جوش اور سحر بیانی کا نتیجہ تھی۔ لیکن اس کے قالب میں جو دینی روح تھی وہ حضرت کے ہی تعلق اور اخلاص اور درد کا پرتو تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہما اللہ نہ صرف حضرت سے بیعت وانتساب کا تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ ان کو حضرت سے اور حضرت کو ان دونوں سے بہت گہرا تعلق تھا اور ان دونوں کے علاوہ احرار کے بیشتر علماء ورہنما حضرت سے بیعت وتربیت کا تعلق رکھتے تھے۔ حضرت کو احرار کی تحریک اور جماعت سے بڑی توقعات تھیں۔ اس تحریک میں دین وسیاست کا امتزاج، عوام سے تعلق اور اس کے رہنماؤں کا جذبۂ حریت وجہاد، انگریز دشمنی اور ان کی جرات وہمت حضرت کے مزاج سے بہت مناسبت رکھتی تھی اور حضرت کو یہ امید تھی کہ اس جماعت کی کامیابی سے دین کا دائرہ اثر وسیع ہوگا۔

لادینی سیاسی تحریکات کے خراب اثرات سے محفوظ رہیں گے۔ جاننے والوں میں سے کوئی بھی اس بات کا انکار نہیں کرسکتا کہ حضرتؒ کو تحریکِ احرار سے گہری دلچسپی اور اس کے رہنماؤں اور کارکنوں سے عزیزانہ سرپرستانہ محبت وشفقت تھی۔ اور وہ بھی حضرتؒ کو اپنا روحانی سرپرست اور پشت پناہ سمجھتے تھے۔

حضرتؒ اپنی خداداد سیاسی بصیرت سے احرار کے لیے یہی مناسب سمجھتے تھے کہ وہ وقتی اور مقامی تحریکوں اور اندھے جوش سے اپنے کو بچا کر اپنی جدوجہد جاری رکھیں اور نافہم عوام کے جذبات ومطالبوں سے بے پرواہ ہوکر خلوص اور ہوشیاری کے ساتھ اپنا کام کرتے رہیں۔ اور صرف ملک کی آزادی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کی بہتری اور دشمن اسلام

تحریکوں اور سازشوں (جن میں قادیانیت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے) کا مقابلہ کرنا پیشِ نظر رکھیں۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر حضرتؒ احرار کی مسجد شہید گنج ایجی ٹیشن میں شرکت (جو حضرت کے نزدیک احرار کو الجھانے کے لیے شروع کیا گیا تھا) مناسب اور قرینِ خیال نہیں سمجھتے تھے۔ حضرتؒ کے اس رجحان اور جماعت احرار سے تعلق کا اندازہ اس واقعہ سے ہوگا۔ جو مولانا محمد علی جالندھری نے بیان کیا مولانا لکھتے ہیں:

> '' پنجاب میں مجلس احرار مقبول ترین جماعت تھی۔ جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے ۱۹۳۶ء کے انتخابات سر پر تھے۔ اولاً حکومت پنجاب نے احرار لیڈروں سے سودا کرنا چاہا کہ انتخابات میں تم آگے آؤ ہم تعاون کریں گے۔ آنے والی جنگ میں مجلس احرار نے برطانیہ کی امداد کرنے سے انکار کر دیا۔ جب تک مکمل آزادی کا اعلان نہ کر دیا جائے۔ گورنر پنجاب نے شہید گنج مسجد گرا کر حالات تبدیل کر دیے۔ مجلس احرار پر انتہائی امتحان کا وقت آیا۔ مسلمان انتہائی مشتعل تھے اور ایجی ٹیشن کرنا چاہتے تھے مگر یہ راستہ غلط تھا۔ حکومت کے خرید کردہ لیڈروں نے مسلمانوں کو پاگل بنا دیا تھا۔ احرار بزرگوں نے مسلمان قوم کو راستہ سے روک کر اپنی بے پناہ مقبولیت قربان کرنی گوارہ کی لیکن غلط رہنمائی کر کے اپنا باقی رکھنا منظور نہ کیا۔ پوری مسلمان قوم ناراض ہوگئی۔ گورنر کا منشا پورا ہوا۔ یہ سب کچھ ہونے کے بعد احرار کے بزرگ اتفاقاً حضرتؒ سے کسی جگہ مشرف بزیارت ہوئے۔ بار بار ہنس کر فرمایا کہ میں تو سمجھا تھا کہ ''کووے میرے شیر کووے'' یعنی میرے شیر ایجی ٹیشن کریں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرما دی۔''
>
> (مکتوب مولانا محمد علی جالندھری بنام مؤلف)

(جاری ہے)

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

حرف و حکایت

عنقا

معروف ادبی شخصیت احمد ندیم قاسمی مرحوم روز نامہ ''امروز'' لاہور میں ''عنقا'' کے قلمی نام سے فکاہیہ کالم ''حرف و حکایت'' لکھا کرتے تھے۔ آج کل ہمارے ہاں لفظ ''اَل'' کا استعمال کثرت سے ہو رہا ہے۔ ذیل کے کالم میں قاسمی صاحب نے کئی برس پہلے اس کا جائزہ لیا ہے۔ قندِ مکرر کے طور پر ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

شعر و ادب کے جدید نقادوں نے مولانا حالی کی ایک معروف تصویر میں، ان کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے مفلر کے حوالے سے بھی ان کے فن کا جائزہ لیا ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولانا حالی جبڑے بھینچے رکھنے کی حد تک سنجیدہ تھے اور حسِ مزاح انھیں چھو بھی نہیں گئی تھی۔ حال ہی میں ہم نے اپنے دوست نصر اللہ خاں (نواب زادہ نصر اللہ خاں نہیں) کے کالم ''آداب عرض'' میں یہ سطور پڑھیں تو حیرت ہوئی کہ جن حضرات کو مولانا حالی کا مفلر نظر آیا انھیں یہ سطور کیوں دکھائی نہ دیں۔ ان سطور میں مولانا حالی کے طنز کی کاٹ اتنی شدید ہے کہ ان کے دور میں متعلقہ افراد اور اداروں نے انھیں پڑھا ہوگا تو کیا کیا پیچ و تاب نہیں کھائے ہوں گے۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا ورنہ اگر مولانا آج زندہ ہوتے اور یہی کچھ لکھتے تو ان کے خلاف ایک ہفت روزے کا اجرا ناگزیر تھا۔

محترم نصر اللہ خاں لکھتے ہیں:

''مولانا حالی نے چند الفاظ و اصطلاحات کی، اپنے انداز میں تشریح کی تھی جو اتنا زمانہ گزرنے کے بعد جوں کی توں تو نہیں رہی ہے، توں کی جوں ضرور ہوگئی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

الانجمن ہائے اسلامیہ: سبزۂ برشگال

الاتفاق در مسلماناں: چوں اجتماعِ در نقیضین

الرئیس: آنکہ از ریاست بے خبر باشد

المذہب: اعلانِ جنگ

العلم: قسمے از جہل مرکب

المولوی: آنکہ مسلماناں را از دائرۂ اسلام خارج می کردہ شد

الواعظ: آنکہ در تفریق بین المسلمین خطا نہ کند

الکمیشن: وجہ موجہ برائے فیصلہ یک طرفہ

مولانا حالی کی طرف سے الفاظ واصطلاحات کی ان تشریحات سے لطف اندوز ہونے کے لیے سرسید کی تحریکِ اصلاح وتعلیم اوران کے رفیقوں کے ساتھ اپنے ہی بعض مسلمان بھائیوں کے سلوک کی یاد تازہ کرنا ہوگا۔ بہرحال آج ہم مولانا حالی ہی کے انداز میں بعض الفاظ واصطلاحات کے جدید مفاہیم کی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

المیونسپل انکارپوریشن: ایک ادارہ جس کا فعل اس کے قول سے اور جس کا قول اس کے فعل سے مطابقت نہیں رکھتا

الواپڈا: ایک ادارہ جو برقی قوت پیدا کرنے کے سلسلے میں تو ایم اے پاس ہے مگر برقی قوت سپلائی کرنے کے معاملے میں فی الحال کچی پہلی میں ہے۔

البھاؤ: چڑھنا جس کی فطرت میں ہے اور اترنا اسے آتا ہی نہیں۔

التاجر: وہ فرد جو رمضان المبارک میں بھی برادرانِ اسلام کی ضروریات کو جنسِ تجارت بنالیتا ہے۔

المرمت السڑک: راستے کی گودڑی میں چند اور دھجیوں کا اضافہ

السیاست: اپنا ذاتی یا جماعتی اُلو سیدھا کرنے کا فن

اللیڈر: بہروپ بھرنے کا ماہر لیکن جسے بہروپیا کہنا خلافِ اخلاق ہے۔

الپولیٹکل پارٹی: قسمت آزماؤں کا گروہ جس کی کرسیوں کے پائے عوامی مطالبات کے سینے میں پیوست ہوتے ہیں۔

المنشور: جھوٹ کا ایک پلندہ جس کی جلد سبز ہوتی ہے

الجلسہ: مخالفین کو گالیاں دینے کا اڈا

الپریس کانفرنس: تردید اور تاویل کا گورکھ دھندا

الاختیار: نہ داد نہ فریاد

الحقوق: پہلے تو یہ لفظ ''حق'' کی جمع تھا مگر اب ''حقے'' کی جمع ہے۔

المطالبہ: ایک درخواست جس کا نامنظور ہونا مقدر ہے۔

الاصول: موم کی ناک جسے چاہو تو دائیں موڑ، چاہو تو بائیں موڑ لو اور چاہو تو اکھیڑ کر جیب میں رکھ لو۔

الزیرغور: فیصلہ قیامت پر ملتوی

العنقریب: یہ دراصل ''اَن قریب'' ہے جیسے ''ان وانٹڈ''، ''اَن ڈیزائر یبل''، ''اَن ٹرو'' وغیرہ۔

الانتخاب: گنکے بازی کا کُل ملکی مقابلہ

الووٹر: ایک فرد جو ووٹ کا حق پا کر لرزہ براندام ہے۔

البیلٹ بکس: مداری کی پٹاری کہ کاغذ ڈالو اور کبوتر نکال لو۔

الامیدوار: بغل میں چھری منہ میں رام رام

الوزارت: سیاسی مجنونوں کی لیلیٰ

البرطرفی: دنیا کی بے ثباتی کا سیاسی ثبوت

الشاعر: سچی باتیں ہانکنے والا پگلا

الصحافی: برچھی چلے کسی پہ ، تڑپتا ہے یہ امیرؔ
سارے جہاں کا درد اسی کے جگر میں ہے

الکرکٹر: نہایت محنت سے ہارنے والا کھلاڑی

الکارکن: جس کا کام دوسروں کو کام پر اکسانا اور خود کوئی کام نہ کرنا ہے۔

الگداگر: جسے معاشرے نے منہ لگانے اور ہاتھ پھیلانے پر ملازم رکھ چھوڑا ہے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
28 مئی 2009ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
3 مئی 2009ء
اتوار بعد نماز مغرب
دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

ادارہ

اخبار الاحرار

قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کا اجتماعاتِ تحفظ ختم نبوت سے خطاب:

- ۱۵؍اپریل، بدھ، بعد نماز عشاء مسجد احرار مدرسہ ختم نبوت، ماڈل ٹاؤن گجرات، داعی: جناب حافظ محمد ضیاء اللہ
- ۱۶؍اپریل، جمعرات، بعد نماز عشاء، مسجد المعمور، مدرسہ محمودیہ، ناگڑیاں، ضلع گجرات
- ۱۷؍اپریل، قبل از نماز جمعہ، مسجد خلافتِ راشدہ، کوٹلہ ارب علی خان، ضلع گجرات، داعی: جناب قاری غلام رسول
- چھٹی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کلورکوٹ: ۱۹؍اپریل، اتوار، بعد نماز عشاء، مدرسہ اسلامیہ نورِ ہدایت، کلورکوٹ، ضلع بھکر
- ۲۰؍اپریل، بعد نماز، ظہر، اجتماع تحفظ ختم نبوت، بھرمی چراغ ضلع بھکر

نواسۂ امیر شریعت حافظ سید محمد کفیل بخاری کا ’’اجتماعاتِ تحفظ ختم نبوت‘‘ سے خطاب:

مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے مارچ/ اپریل ۲۰۰۹ء میں درج ذیل اجتماعات تحفظ ختم نبوت سے خطاب کیا۔

- ۲۷؍مارچ خطبہ جمعہ۔ جامع مسجد بہل ضلع بھکر۔ داعیان: جناب حکیم محمد جمیل، جناب حافظ محمد سالم
- ۲۹؍مارچ، اتوار، بعد نماز ظہر، جامع مسجد بستی گوڈڑی، تحصیل حاصل پور، ضلع بہاول پور، زیر صدارت: جناب حاجی ابوسفیان محمد اشرف تائب مدظلہ، داعیان: جناب مہر مشتاق احمد، جناب مہر محمد عمر

حاصل پور، شہلی غربی اور مضافاتی بستیوں سے کثیر تعداد میں احرار کارکنوں اور عوام نے بھر پور شرکت کی۔

- ۳۰؍مارچ، سوموار، بعد نماز ظہر، جامع مسجد چاہ ککروالا، محبت پور، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی، داعی: جناب حافظ احمد حسن
- بعد نمازِ مغرب، شاہووالا، موضع میراں پور، تحصیل میلسی، داعی: جناب صوفی گلزار احمد، جناب محمد سجاد، جناب محمد رمضان
- ۳۱؍مارچ، منگل، بعد نمازِ مغرب، ککری کلاں، موضع میراں پور، تحصیل میلسی، داعی: جناب میاں ریاض احمد
- یکم اپریل، بدھ، بعد نماز ظہر، بستی چھتانیاں، تحصیل میلسی، داعیان: جناب عبدالسلام، جناب ممتاز احمد
- ۷؍اپریل، بدھ، بعد نمازِ مغرب، جامع مسجد ٹی اینڈ ٹی کالونی، ہری پور، داعی: جناب حافظ صفوان محمد چوہان
- ۱۲؍اپریل، اتوار، بعد نماز ظہر، مدرسہ احرار اسلام، بستی بخاری نگر، موضع مصطفیٰ آباد، کرم پور روڈ، وہاڑی، داعی: جناب قاری عبدالعزیز، زیر سرپرستی: جناب شعبان خان لاکھٹ، جناب صوفی منظور احمد خان بلوچ، خطاب: جناب سید محمد کفیل بخاری، جناب مولانا محمد حسین (خطیب موضع محمد شاہ، ضلع وہاڑی)، مہمانانِ گرامی: جناب حاجی محمد سلطان، جناب اورنگ زیب ساجد، جناب محمد سفیان۔

ضلع وہاڑی کے اجتماعات میں جناب حافظ محمد اکرم احرار، جناب ریاض احمد، جناب حافظ محمد یعقوب نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ ان کی نعتوں، نظموں اور حمدیہ اشعار نے عوام کے دینی جوش وجذبہ میں اضافہ کیا اور اُن کے قلوب کو منور کیا۔

- ۲۴؍اپریل، خطبہ جمعہ، مسجد ختم نبوت، مسلم چوک، رحیم یار خان، داعی: جناب حافظ عبدالرحیم نیاز
- بعد نمازِ عصر، خطاب اجتماع علماء ومعززین، جامعہ فاروقیہ، عثمان پارک، رحیم یار خان، داعی: جناب حافظ محمد اکبر اعوان
- ۲۵؍اپریل، ہفتہ، بعد نماز مغرب، بستی بدلی شریف، ضلع رحیم یار خان
- ۲۶؍اپریل، اتوار، بعد نماز ظہر، خانواہ، ضلع رحیم یار خان
- بعد نماز مغرب، جامعہ قادریہ، رحیم یار خان

''تحفظ ختم نبوت کانفرنس''، چیچہ وطنی:

چیچہ وطنی (۲؍اپریل) تحریکِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلسِ احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام چیچہ وطنی کی مرکزی جامع مسجد میں منعقدہ ایک روزہ سالانہ عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ تحفظ ِختم نبوت کے فریضے کی ادائیگی کے لیے نامساعد حالات کے باوجود جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ ختمِ نبوت پر پوری امت ایک ہی رائے رکھتی ہے۔ قرآن وسنت اُسوہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور اجماعِ امت کے خلاف دوسری رائے رکھنے والا طبقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اپنے کفر کو اسلام کے نام پر متعارف کروانے والے مرتد اور زندیق ہیں۔ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر مولانا صاحبزادہ رشید احمد کی زیرِ صدارت اور عبداللطیف خالد چیمہ کی زیرِ نگرانی رات گئے تک جاری رہنے والی کانفرنس سے انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ) پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے رئیس دارالافتاء مولانا مفتی حمید اللہ جان، مجلسِ احرارِ اسلام کے رہنما پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، اہل سنت والجماعت کے سیکرٹری جنرل مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی، ماہنامہ ''الاحرار'' کے مدیر سید محمد معاویہ بخاری، خطیب یورپ و ایشیا مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء، مولانا محمد صفدر عباس، مولانا محمد یٰسین اور متعدد دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ نقابت ونظامت کے فرائض حافظ محمد عابد مسعود اور مولانا عبدالنعیم نعمانی نے ادا کیے۔ پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری، مولانا احمد ہاشمی، شیخ عبدالغنی، شیخ محمد حفیظ، مولانا عبدالستار، قاری منظور احمد طاہر، قاری سعید ابن شہید، شیخ اعجاز رضا اور دیگر زعماء نے خصوصی شرکت کی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کے لیے نبی ورسول بن کر تشریف لائے تھے اور ان پر نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ انھوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ہماری وراثت ہے مرزا غلام قادیانی نے سب نبیوں کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور اپنی گمراہی کو حق کا نام دینے کی موہوم ومذموم کوششیں

کی ۔انھوں نے کہا کہ قادیانی ہماری لٹی ہوئی متاعِ گراں ہیں ۔اگر یہ حق پر واپس آجائیں تو ہم اِنہیں سینے سے لگالیں گے ۔ انھوں نے کہا کہ چیف جسٹس کو اپنی بحالی کے بعد چاہیے کہ وہ پرویز مشرف کو عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کریں تا کہ سینکڑوں معصوم بچوں اور بچیوں کا قاتل نشانِ عبرت بن جائے ۔مولانا عبدالحفیظ مکی نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے غدار ہیں ۔انھوں نے کہا کہ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والی ملکی و بین الاقوامی کانفرنسیں دنیا بھر میں قادیانی فتنے کے خلاف رائے عامہ کو منظم کرنے کا موجب بن رہی ہیں ۔انھوں نے کہا کہ قادیانی گروہ اسلام کی ضد ہے اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا ہے ۔انھوں نے کہا کہ ہم ختم نبوت چینل کو قابل عمل بنانے کے لیے بھر پور کوششیں کر رہے ہیں ۔تا کہ میڈیا کے ذریعے اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ہونے والی سازشوں کا سد باب کیا جا سکے ۔مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ شہداءِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے مقدس خون کی بازگشت ہے کہ آج بھی یہ مسئلہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز ہے اور عزم بھی قائم ہے ۔۱۹۸۴ء کی تحریک ختمِ نبوت کے بعد اِس امر کی ضرورت بڑھ گئی ہے کہ نئی نسل کو عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت سے آگاہ کرنے کا اہتمام کیا جائے ۔قادیانیت کے خلاف تحریک کے تسلسل کو جاری رکھنا دینی جماعتوں کی بنیادی ذمہ داری ہے ۔قادیانیوں اور قادیانی نواز حلقوں نے پینترے بدل کر لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کیا ہوا ہے اور بیرون ممالک مرزا غلام احمد قادیانی دورِ اول کی تحریروں سے لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کا دھوکہ دے رہے ہیں ۔انھوں نے کہا کہ الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے قادیانی تاویلات کے حوالے سے غلط باتیں منظر پر لائی جا رہی ہیں ۔شہداءِ ختم نبوت کے ساتھ ہماری نسبت کا تقاضا یہ ہے کہ اگلی نسل کو ۵۳ء،۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی طرح بتائیں کہ قادیانیت کی حقیقت کیا ہے ۔انھوں نے کہا کہ نفاذِ شریعت پورے ملک کا حق ہے اسلام کے نام پر بنایا گیا ملک اب غیر اسلامی قوانین کے تحت چل رہا ہے ۔مولانا مفتی حمید اللہ جان نے کہا کہ قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں ،اسلام جمہوریت سے نہیں جہاد سے آئے گا جہاد کی نفی مرزا غلام احمد قادیانی نے کی اور انگریزی اقتدار کی کرم فرمانیوں کا حق ادا کیا ۔انھوں نے کہا کہ قربانیاں اور سٹریٹ پاور کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ۔انگریزوں نے سرمایہ کار طبقے کو تحفظ دینے اور غریب کا استحصال کرنے کے لیے جمہوریت کو فروغ دیا ۔پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ہمارے جیتے جی یہ ممکن نہیں کہ آئین پاکستان سے تحفظِ ختم نبوت کے قوانین کو ختم کر دیئے جائیں ۔مجلسِ احرارِ اسلام اور تحفظِ ختم نبوت کا کام لازم وملزوم ہیں ۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ملکی سلامتی کے لیے قادیانی بڑا خطرہ ہیں ۔ قادیانی امریکی استعمار کے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں ۔سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ تحفظِ ختم نبوت کا کام مجلسِ احرارِ اسلام کا اثاثہ ہے دین کی سربلندی اور تحفظِ ختم نبوت کے محاذ کو مضبوط بنانا ہر مسلمان پر لازم ہے ۔عزیمت کا بلند ترین دور حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا دور ہے کفر اور اسلام میں فرق کلمہ طیبہ کا ہے اور یہیں سے تحفظِ ختم نبوت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے نکلے ختم نبوت کے طفیل یہ ذمہ داری امت کے سپرد ہوئی اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کے مقام ومنصب اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مسلمان گھروں سے نکلیں ۔مولانا عبدالرؤف

فاروقی نے کہا کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا اور قیامت کے قریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیس جھوٹے نبی آئیں گے مگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انھوں نے کہا کہ مرزا قادیانی نے خود کہا کہ میں برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اصل جڑ تو وہ قوتیں ہیں جو اِس قسم کے فتنے پیدا اور کھڑے کرتی ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت لاہور، چیچہ وطنی، فیصل آباد سمیت ملک کے مختلف حصوں میں توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور توہینِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دلخراش اور دردناک واقعات رونما ہوئے لیکن قانون نافذ کرنے والے ادارے قانون کی بالادستی کو یقینی بنانے کی بجائے ملزمان کی طرف داری کر رہے ہیں جس سے عوام میں اشتعال اور ماحول میں کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وختمِ نبوت کے پہلے سپاہی حضراتِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) تھے۔ انبیاء کرام اور صحابہ کرام کے گستاخ فتنوں کو جنم دے رہے ہیں۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے دورِ مبارک میں بارہ سو صحابہ کرام نے شہادتیں پیش کر کے عقیدۂ کی آبیاری کی۔ مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء نے کہا کہ قادیانی فتنے کو اسرائیل سپانسر کر رہا ہے عقیدۂ ختمِ نبوت کے خلاف ہونے والی سازشیں آخر کار دم توڑ جائیں گی۔ حافظ محمد عابد مسعود نے کہا کہ تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء کے شہداء نے اپنے خون سے پاکستان کے نظریاتی اور جغرافیائی تشخص کا دفاع کیا اور ملک کو قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچالیا۔ مولانا عبدالنعیم نعمانی نے کہا کہ ایوانِ صدر، گورنر ہاؤس پنجاب اور گورنر ہاؤس سندھ کو قادیانیوں کی آماجگاہ بنا دیا گیا ہے۔

کانفرنس میں منظور کی گئی قراردادیں:

کانفرنس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو اُن کی متعینہ اسلامی و دستوری حیثیت کا پابند کیا جائے اور امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی غیر تسلی بخش صورتِ حال کو فوری طور پر کنٹرول کیا جائے۔ مساجد سے مشابہت رکھنے والی قادیانی عبادت گاہوں کی شکل تبدیل کی جائے۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘ سمیت تمام قادیانی اخبارات و رسائل اور جرائد کے ڈیکلیریشن منسوخ کیے جائیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو اپنی حقیقی شکل میں مؤثر کیا جائے اور اس میں سیاسی بنیادوں پر تعیناتی بند کی جائے نیز اسلامی نظریاتی کونسل میں سفارش کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ جنرل (ر) پرویز مشرف سمیت شہداءِ لال مسجد کے قاتلوں کو قانون اور عدالت کے کٹہرے میں لایا جائے اور گمشدہ افراد کی بازیابی و بحالی کو یقینی بنایا جائے۔ تعلیم اور انصاف کو غریب اور عام آدمی کی پہنچ تک کیا جائے۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو اسلامی علامات وشعائر کے استعمال سے قانوناً روکا جائے۔ فوج اور سول کے تمام حساس اور کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ نصابِ تعلیم سے غیر اسلامی مواد خارج کیا جائے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے ابواب کو تفصیل کے ساتھ شامل کیا جائے۔ کانفرنس میں پیپلز پارٹی سمیت بعض مقتدر حلقوں کی طرف سے قادیانیت کے سدِ باب کے لیے بنائے گئے قوانین کو ختم یا غیر مؤثر کرنے جیسی سازشوں اور کوششوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور اس عزم کا

اظہار کیا گیا کہ تمام مکاتبِ فکر پر مشتمل ''متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے مشترکہ پلیٹ فارم سے قادیانیوں اور اُن کے پشت پناہ حلقوں کا مکمل تعاقب کیا جائے گا۔ کانفرنس میں پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کو یاد دلایا گیا کہ پارلیمنٹ کے فلور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں ہوا تھا۔ لہٰذا پیپلز پارٹی خصوصاً آصف علی زرداری اور بھٹو فیملی کو بھٹو مرحوم کے اس تاریخی کردار سے انحراف اور غداری نہیں کرنی چاہیے۔ کانفرنس میں پوری ملتِ اسلامیہ سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے فریضے کی ادائیگی کے لیے کمربستہ ہو جائے اور ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اسلام اور وطن عزیز کے خلاف بڑھتی ہوئی قادیانی ریشہ دوانیوں پر پوری نظر رکھے۔

ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی کی جھلکیاں:

☆ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ انھوں نے روایتی سرخ قمیض زیب تن کر رکھی تھی۔

☆ مہمانانِ خصوصی کی نشستوں پر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی اور مرکز سراجیہ لاہور کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد کو بٹھایا گیا تھا۔

☆ کانفرنس کی نقابت کے فرائض حسبِ سابق حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور مولانا عبدالنعیم نعمانی نے ادا کیے۔

☆ آخری نشست کا آغاز بعد نمازِ عشاء ہوا جو رات اڑھائی بجے تک جاری رہی۔

☆ پنڈال اور جلسہ گاہ سے ملحق جامع مسجد بازار کو سرخ ہلالی پرچموں اور مختلف بینرز سے سجایا گیا تھا، جن پر مختلف نعروں سمیت شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جن میں ''قادیانیوں کو اقلیتی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ مرزائیوں کا جو یار ہے...... اسلام کا غدار ہے۔ مرزائی نواز حکمران نامنظور نامنظور'' قابلِ ذکر ہیں۔

☆ جلسہ گاہ میں تاریخ احرار پر مشتمل ایک بہت بڑا بینر بھی لگایا گیا، جس پر قیامِ احرار ۱۹۲۹ء سے موجودہ دور تک احرار کی تاریخی جھلکیاں تھیں۔

☆ حافظ حبیب اللہ چیمہ اور شیخ محمد تنویر کی زیر نگرانی احرار کارکنوں کا سکیورٹی کا انتظام بے حد مضبوط تھا۔

☆ ملک کے معروف نعت خواں حضرات، حافظ محمد شاہد عمران عارفی، حافظ محمد اکرم احرار، حافظ بشیر احمد عثمانی اور دیگر شعراء نے ختم نبوت کی نظموں اور ترانوں سے سامعین میں جوش و ولولہ پیدا کر دیا۔

☆ لاہور، ملتان، ساہیوال، بورے والا، عارف والا، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد، کمالیہ کے علاوہ دیگر شہروں اور مضافات سے مجاہدین ختم نبوت اور احرار کارکن قافلوں کی شکل میں شریک ہوئے۔

☆ کانفرنس کو انٹرنیٹ پر براہِ راست پوری دنیا پر نشر کیا گیا۔ انٹرنیٹ سیکشن میں میر رمیز احمد، کاشف فاروق، حماد ارشد چیمہ، اور شاہد حمید پر مشتمل ایک مستعد ٹیم نے میڈیا کی خدمات احسن طور پر انجام دیں۔

☆ گزشتہ سالوں کی نسبت اس مرتبہ انٹرنیٹ پر ختم نبوت کانفرنس کے سامعین کی تعداد پہلے سے کئی گنا زیادہ تھی۔

☆ دورانِ کانفرنس فضا نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج وتختِ ختم نبوت زندہ باد، شہداء ختم نبوت زندہ باد، امیر شریعت زندہ باد مرزائیت مردہ باد اور مرزائی نواز حکمران مردہ باد کے فلک شگاف نعرے پورے احراری جوش وخروش سے بلند ہوتے رہے۔

☆ سٹیج پر ضلع ساہیوال اور شہر بھر کے مذہبی، سیاسی اور سماجی رہنما کانفرنس کے اختتام تک موجود رہے۔

☆ مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے معاونین کے ساتھ تمام امور کی نگرانی براہِ راست کی۔

☆ مجلس کے مقامی ناظم نشریات حافظ حکیم محمد قاسم اور شاہد حمید پریس کوریج کے لیے کانفرنس کی رپورٹنگ کرتے رہے۔

☆ کانفرنس کا اختتامی خطاب قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کیا۔

☆ کانفرنس کا اختتام مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا رشید احمد کی طویل دعا کے ساتھ ہوا۔

عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی روح ہے۔سید عطاء المہیمن بخاری

میر ہزار خان (۱۲/اپریل) عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی روح ہے۔ مسلمان حکمِ الٰہی اور اطاعتِ رسول کے ذریعے دین ودنیا میں کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ غیر مسلم قومیں اپنا جھوٹا علم اپنی نسلوں کو منتقل کر رہی ہیں۔ جبکہ مسلمان قوم اپنے دین اور مذہبی اقدار کی نئی نسل میں منتقلی سے غافل ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے جامع مسجد احرار میر ہزار خان میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔ انھوں نے کہا کہ مرزائیت عہدِ جدید کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ جس سے بچاؤ صرف اسی صورت ممکن ہے کہ ہم مسلمان اپنے بچوں کے لیے دینی تعلیم کا حصول یقینی بنائیں۔ انھوں نے کہا کہ مرزائی، امریکہ، اسرائیل، برطانیہ کے نمک خوار اور مسلمان قوم کے غدار ہیں۔ حکمران ہوش کے ناخن لیں اور مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کریں۔ انھوں نے کہا کہ ملک کے تمام مسائل کی جڑ مفاد پرست سیاستدان اور غیر اللہ کی حکمرانی ہے۔

یہودیت اور قادیانیت امتِ مسلمہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں: شیخ حسین اختر لدھیانوی

ملتان (۱۲/اپریل) مجلس احرار اسلام ملتان کے پریس سیکرٹری شیخ حسین اختر لدھیانوی نے کہا کہ یہودیت اور قادیانیت امت مسلمہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ مجلس احرار اسلام نے مارچ میں لاہور، چناب نگر، ملتان، چیچہ وطنی ودیگر مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وتحفظ اور رائے عامہ کو قادیانیوں کی فریب کاریوں سے آگاہ کیا جن میں احرار رہنما، مشائخ، اہل علم ودانش نے خطاب کیا۔ قادیانی آج بھی چمنِ اسلام میں ارتدادی سرنگیں بچھا رہے ہیں۔ قادیانی ختم نبوت کے ڈاکو ہیں۔ عالمی استعمار ایک بار پھر پاکستان کے معاملات میں قادیانیوں کے عمل دخل کے لیے تانے بانے بن رہا ہے۔ قادیانی پاکستان کی سلامتی اور دفاع کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ قادیانیوں کو فوج، سول اور حساس اداروں سے فوراً نکالا جائے۔ مرزائیوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۳؍اپریل) جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی سرپرست مولانا محمد عبداللہ (بھکر) نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ ارتدادمرزائیہ کے سد باب کے لیے جو جماعتیں اور ادارے کام کر رہے ہیں، یہ ہمارا دینی وقومی سرمایہ ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ انکارِ ختم نبوت پر مبنی فتنوں کی چالوں کو سمجھ کر ہم اپنی ترجیحات طے کریں اور تعلیمی وتربیتی کورسز کے ذریعے نوجوان نسل میں شعورِ ختم نبوت بیدار کریں۔ وہ مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی کے انتقال پر اوکاڑہ میں تعزیت کے بعد بھکر جاتے ہوئے چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے موقع پر اظہارِ خیال کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ سید امیر حسین شاہ گیلانی نے عمر بھر جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے اسلامی نظام کے نفاذ کی جہدِ مسلسل کی ہے اور مرحوم کی خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔عبداللطیف خالد چیمہ نے اس موقع پر کہا کہ سید امیر حسین گیلانی نے دینی سیاست کے احیاء اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے شاندار خدمات انجام دیں۔ نیز ہر دینی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ درویش منش دینی وسیاسی رہنما کے طور پر اپنا مؤثر کردار ادا کرتے رہے۔ مولانا محمد عبداللہ نے کہا کہ دینی مدارس ملک کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے سرگرم ہیں۔ دینی تعلیمات کی ترویج واشاعت میں دینی جماعتوں اور دینی اداروں کا کلیدی کردار ہے۔اسی لیے استعمار اور کفر دینی اداروں کو دہشت گرد قرار دے کر بدنام کر رہا ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۴؍اپریل) حکومت بلوچستان میں فوجی آپریشن بند کرے اور بے گناہ بلوچ رہنماؤں کے قتل عام کے ملزمان کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔ تاکہ بلوچستان میں امن وامان قائم ہو سکے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس میں کیا گیا۔اجلاس کی صدارت محمد رشید چیمہ نے کی۔مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس امر کا اظہار کیا کہ قادیانی لابی ملک کو کمزور کرنے کے درپے ہے اور امریکی، اسرائیلی ایجنٹوں کا کردار ادا کر کے ملک کی جڑوں میں پانی پھیر رہی ہے۔ان پر خاص نظر رکھی جائے اور ان کی ملک مخالف سرگرمیوں کے سد باب کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ اجلاس میں حاجی عیش محمد، مولانا منظور احمد، قاری محمد قاسم، حافظ عابد مسعود ڈوگر، حافظ حبیب اللہ، محمد ارشد چوہان، ابونعمان چیمہ، عبدالقدیر اور حکیم محمد قاسم نے شرکت کی۔ اجلاس میں علاقائی سطح پر مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظم کرنے کے لیے کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ ڈویژنل سطح پر ساہیوال میں باقاعدہ دفتر قائم کیا جائے گا۔ اجلاس میں ضلع ساہیوال کے مختلف مقامات پر قادیانی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال بہتر بنائی جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۵؍اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ قومی اسمبلی میں نظامِ عدل ریگولیشن منظور ہونا سوات کے عوام کے دیرینہ مطالبے کی پذیرائی ہے اور یہ وہاں کے عوام کا بنیادی حق اور مطالبہ

تھا۔ ایک بیان میں انھوں نے کہا کہ قیامِ ملک کے بعد یہ باضابطہ اسلامائزیشن کا آغاز ہے۔ اس پر ہم اس پُر عزم جدوجہد کے تمام کرداروں کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اسلام کا عادلانہ نظام تمام پاکستانیوں کا بھی بنیادی حق ہے۔ اسی نظام سے معاشرے میں سیاسی، معاشی ابتری ختم ہوسکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ وائٹ ہاؤس کی طرف سے نظامِ عدل ریگولیشن کی مخالفت کے بعد پوری دنیا کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ اسی سے ہر بات واضح ہوتی ہے کہ امریکہ کس قسم کی جمہوریت کا بات کر کے سوات میں اس نظام کی مخالفت کر رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ مکمل اسلامی نظام نہیں صرف عدالتی نظام کو اسلامی احکامات کے تحت کرنے کی بات ہے۔ اگر امریکہ اور مغرب کو گوارا نہیں تو واضح ہوتا ہے کہ دنیا میں اسلام یا خلافت کے نظام کے لیے چلنے والی تحریکوں کی مخالفت کیوں ہورہی ہے اور مسلمانوں کو دہشت گردی کے نام پر کس طرح بدنام کیا جارہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ کے مکمل دباؤ کے باوجود پارلیمنٹ میں اسلامی نظامِ عدل کے نفاذ کا سہرا بہرحال پارلیمنٹ کو جاتا ہے اور اس پر وہ مبارک باد کی مستحق ہے، لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس ایشو پر حکمران، سیاست دان او ر پارلیمنٹ مکمل ڈٹ جائے۔ انھوں نے کہا کہ دینی قیادت کو بصیرت اور فہم وفراست کے ساتھ اس کیس کو آگے بڑھانا چاہیے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے ملک میں گھڑیوں کو ایک گھنٹہ آگے کرنے کے عمل کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ ایسا کرنا ہمارے حالات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ بے کار شغل ہے۔ انھوں نے کہا کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں تیل کی قیمت کم ہونے کے باوجود یہاں تیل کی قیمتوں کو اس لیول کے مطابق نہ کرنا ملکی معیشت کے لیے تباہ کن ہے۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ اور یورپ کی نقالی میں گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنے سے ملک ترقی نہیں کرے گا۔

☆☆☆

ملتان (۱۷/اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے نیویارک ٹائمز میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے شائع ہونے والی رپورٹ کو جھوٹ کا پلندہ اور پاکستان کی سلامتی کے خلاف امریکی منصوبہ بندی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیویارک ٹائمز کی ۱۴/اپریل کی اشاعت میں ایک رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ''ڈیرہ غازی خان اور بہاول پور کے علاقوں میں دینی مدارس کے طالبان نے دہشت گردی کی تربیت کے مراکز قائم کیے ہوئے ہیں۔ جہاں کسی بھی آدمی کو جانے کی اجازت نہیں حتیٰ کہ ان مراکز کے ہمسائے بھی وہاں داخل نہیں ہوسکتے۔''

سید کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ اپنے مفادات کی جنگ اب افغانستان کی بجائے پاکستان میں لڑنا چاہتا ہے۔ سوات امن معاہدہ پر امریکی حکمرانوں کی تکلیف بلوچستان میں فسادات کی آگ بھڑکانے کے بعد وہاں کے حالات پر تشویش اور اب جنوبی پنجاب کو فوکس کر کے یہاں دہشت گردی کے مراکز کی مبہم دریافت، یہ سب کچھ پاکستان کے دفاع وسلامتی کے خلاف استعماری سازش اور خدانخواستہ پاکستان توڑنے کی امریکی وصیہونی منصوبہ بندی ہے۔

سید کفیل بخاری نے کہا کہ امریکہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ڈیرہ غازی خان اٹامک انرجی کے حوالے سے حساس علاقہ ہے۔ پھر آگے بلوچستان ہے۔ یہ علاقے نئی امریکی منصوبہ بندی کا ہدف ہیں۔ دہشت گردی

کے خلاف نام نہاد امریکی مہم کا طریقۂ واردات یہی ہے کہ ایک علاقے کو فوکس کر کے اسے دہشت گردی کا مرکز قرار دیا جائے۔ پھر وہاں کے نہتے اور پرامن عوام کو ڈرون حملوں کے ذریعے قتل کیا جائے۔ صوبہ سرحد مستقل طور پر ڈرون حملوں کی زد میں ہے۔ اب بلوچستان اور جنوبی پنجاب کو ہدف بنایا جا رہا ہے۔ سید کفیل بخاری نے کہا کہ دینی مدارس امن و شانتی کے مراکز ہیں۔ کسی مدرسے میں دہشت گردی کی تربیت نہیں ہوتی۔ حکومتی رپورٹس اس پر شاہدِ عدل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اور دفاع و سلامتی کے لیے پوری قوم پاک فوج کی پشت پر ہے۔ منتخب حکمران پاکستان میں امریکی مداخلت کا راستہ روکیں اور امریکہ کی ''ڈومور'' پالیسی کو مسترد کر دیں۔

قادیانی فتنہ کے خلاف تمام مکاتبِ فکر متحد ہو جائیں: متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی

ساہیوال (۱۹/ اپریل) اسلام اور وطن عزیز کے خلاف بڑھتی ہوئی قادیانی سرگرمیاں بے نقاب کرنے کے لیے ساہیوال میں ۷/ مئی جمعرات کو ہونے والے کل جماعتی ختم نبوت کنونشن کے انتظامات کے سلسلہ میں سرکردہ مذہبی رہنماؤں کا مشترکہ اجلاس جامعہ اشرفیہ عیدگاہ ساہیوال میں مولانا عبدالستار کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے کنوینر عبداللطیف خالد چیمہ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے ضلعی امیر قاری منظور طاہر، قاری عتیق الرحمٰن، قاری بشیر احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قاری عبدالجبار، مجلس احرار اسلام کے حافظ عابد مسعود ڈوگر، ارشد چوہان، ابونعمان چیمہ، جامعہ رشیدیہ کے ناظم قاری سعید ابن شہید اور مولانا ظفر اقبال، مولانا عبدالباسط، مولانا شہزاد اور حافظ محمد معاویہ راشد نے شرکت کی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے اجلاس سے خطاب میں کہا کہ بعض مقتدر حلقے آئین کو سبوتاژ کرنے کے لیے انڈر گراؤنڈ مہم چلا رہے ہیں اور بعض غیر ملکی طاقتیں اور لابیاں انھیں سپورٹ کر رہی ہیں۔ تمام مکاتبِ فکر کو متحد ہو کر قادیانی فتنے کے سدباب کے لیے آگے بڑھنا ہوگا۔ قادیانی نواز حلقوں کا راستہ روکنے کی ضرورت ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۷/ مئی کو ساہیوال میں ہونے والے ختم نبوت کنونشن میں تمام مکاتب فکر کے علاوہ ساہیوال ڈویژن سے سیاسی و سماجی رہنماؤں کو بھی شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ جس کے لیے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جبکہ ایک اور کمیٹی دیپال پور، خیر پور، پاک پتن، عارف والا، قبولہ، چیچہ وطنی اور دیگر مقامات کا دورہ کر کے کنونشن میں شرکت کی دعوت دے گی۔ کنونشن کے انتظامات کے لیے آرگنائزنگ کمیٹی، میڈیا سے رابطے کے لیے بھی کمیٹی قائم کر دی گئی۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے مالاکنڈ میں عدل ریگولیشن کے نفاذ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے مملکت کے قیام کے اعلیٰ مقصد کی طرف ابتدائی پیش رفت قرار دیا گیا۔ ریگولیشن پر اعتراضات مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ اسے فساد کہنے والے خود فسادی اور شریعت سے انحراف کر کے کفر والحاد، بدامنی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اجلاس کے بعد رابطہ کمیٹی کے ایک وفد نے طارق بن زیاد ہ سکول کے ذمہ داران محمد طارق اور کریم نواز سے ملاقات کر کے انھیں کنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔ علاوہ ازیں مولانا نواز شاہ بخاری (دیپالپور) نے اپنے مریدین کو ہدایت کی ہے کہ وہ ختم نبوت کنونشن کے لیے بھرپور تیاری کریں۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی ساہیوال نے ڈویژن بھر میں دینی کارکنوں سے کہا ہے کہ وہ قادیانی سرگرمیوں سے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کو آگاہ

کریں۔ بتایا گیا ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر مفصل رپورٹ بھی تیار کی جارہی ہے جو ۷ رمئی کو منعقد ہونے والے کنونشن کے موقع پر جاری کی جائے گی۔

مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی کی تدفین اور قبر کشائی

۲۸ ؍مارچ کو چک نمبر ۵۳ جنوبی موضع بدرانی ضلع سرگودھا کا رہائشی صمد خان ولد احمد خان قادیانی مر گیا۔ جس کو مسلمانوں کے قبرستان چک نمبر ۵۳ جنوبی میں دفن کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب قاری احمد علی ندیم صاحب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت ضلع سرگودھا کو ملی تو قادیانی آرڈیننس کے تحت علاقہ مجسٹریٹ عمران شبیر اعوان کے پاس کیس دائر کیا گیا۔ جس کی پیروی انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ سرگودھا کے قانونی مشیر محمد بلال کمبوہ ایڈووکیٹ نے کی۔ مجسٹریٹ نے تمام تر ثبوت حاصل کرنے کے بعد قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکالنے کے آرڈر جاری کر دیے اور موقع پر پہنچے۔ اس وقوعہ پر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ممبر صوبائی اسمبلی) نے بھرپور احتجاج کیا۔ کیس کی پیروی کے لیے علماء کرام نے مکمل طور پر تعاون کیا۔ مجسٹریٹ عمران شبیر موقع پر پہنچ کر قبر کشائی کروائی۔ اُس کے بعد میت کو چناب نگر بھیج دیا گیا۔ اس موقع پر قاری احمد علی ندیم اُن کے ساتھ تھے۔ انجینئر ملک نذیر، مولانا کلیم اللہ ربانہ، مولانا مشتاق احمد، قاری عبدالوحید، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا الیاس فاروقی، مولانا ثناء اللہ ایوبی، مولانا حیدر علی، مفتی سجاد احمد، مولانا غلام حیدر، مولانا قاری وقار احمد عثمانی، قاری محمد اسلم اور محمد فیصل مدنی سمیت تمام علماء کرام نے اس موقع پر فیصلہ کو سراہا اور اس بات پر زور دیا کہ پورے پاکستان میں مسلمانوں کے قبرستان میں کسی قادیانی کو دفن نہ کیا جائے۔

۲۸ ؍مارچ کو چک نمبر ۵۳ بدرانی میں قادیانی صمد خان ولد احمد خان اُس کا نمازِ جنازہ بدرانی کے امام مولوی رفیق نے پڑھائی اور دیگر ۲۷ مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ جس کے بعد ۲۹ ؍مارچ کو انٹرنیشنل ختم نبوت کے امیر قاری احمد علی ندیم کی قیادت میں علماء کا ایک وفد وہاں پہنچا اور مسجد میں اعلان کروایا گیا کہ جن لوگوں نے قادیانی کا جنازہ پڑھا ہے وہ کافر ہوگئے ہیں۔ اُن کو دوبارہ مسلمان ہونا ہوگا۔ اعلان کے بعد کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوگئے اور مولوی رفیق اور دیگر نماز جنازہ پڑھنے والے لوگوں کو کلمہ پڑھا کر تجدیدِ ایمان کروایا گیا۔ مولوی رفیق کا تجدیدِ نکاح بھی کروایا گیا۔ اس کے بعد قاری احمد علی ندیم نے خطاب میں قادیانیت کے عقائد سے آگاہ کیا اور لوگوں نے اس پر توبہ واستغفار کیا اور کہا کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ قادیانیوں کا نماز جنازہ مسلمان نہیں پڑھ سکتے۔ آئندہ ہم ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ علماء کے وفد میں مولانا ثناء اللہ ایوبی، مولانا غلام حیدر، محمد فیصل مدنی تھے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- حکیم محمد انور مجاہد مرحوم (لاہور) مجلس احرارِ اسلام کے قدیم کارکن، مولوی اللہ بخش مرحوم (اوکاڑہ) کے فرزند
- قاری عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (مدرسہ قاسم العلوم، ملتان)
- عبدالماجد مرحوم بن ڈاکٹر رفیق احمد (عبدالحکیم ضلع خانیوال)
- جناب محمد یعقوب مرحوم (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر، عبدالحکیم ضلع خانیوال)
- جام مختار احمد مرحوم (مجلس احرار اسلام ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ کے مخلص کارکن) انتقال: ۶ را پریل ۲۰۰۹ء
- شیخ آزاد حسین مرحوم (مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے قدیم کارکن جناب شیخ محمد حسین کے چھوٹے بھائی) انتقال: ۲۸ رمارچ ۲۰۰۹ء
- عرفان حیدر مرحوم (راولپنڈی) مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے کارکن جناب ادریس عمر کے ماموں زاد بھائی۔
- بزرگ سیاست دان نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم کی دختر اور جناب منصور احمد خان کی ہمشیر مرحومہ
- ہمارے قدیمی کرم فرما چودھری محمد افضل صاحب (گلگشت ملتان) کی دختر مرحومہ
- والدہ مرحومہ، جناب حافظ افتخار احمد (چیچہ وطنی میں جمعیت علماء اسلام کے قدیم کارکن) انتقال: ۱۴ را پریل
- شیخ عبدالعزیز مرحوم (جامع مسجد بازار چیچہ وطنی کے تاجر) انتقال: ۱۵ را پریل
- والدہ مرحومہ، جناب سعید احمد (چیچہ وطنی) انتقال: ۱۷ را پریل

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

- بنت امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل مدّ ظلہا
- مجلس احرار اسلام میراں پور میلسی کے مخلص کارکن جناب حافظ محمد اکرم احرار کی اہلیہ کینسر کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

بہار ہو کہ خزاں ـــــــ لا الٰہ الا اللہ

ختم نبوت کنونشن

متحدہ تحریکِ ختم نبوت
رابطہ کمیٹی ساہیوال ڈویژن
کے زیرِ اہتمام
کُل جماعتی

7-مئی 2009ء جمعرات، بعد نمازِ ظہر تا نمازِ عصر مرکزی جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال

زیرِ صدارت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مہمانِ خصوصی
مولانا **زاہد الراشدی**

زیرِ سرپرستی
مولانا **سید محمد انور شاہ** بخاری
دیپالپور

زیرِ نگرانی
مولانا **عبدالستار**
مہتمم جامعہ اشرفیہ ساہیوال

مولانا **محمد الیاس** چنیوٹی
امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جناب
ڈاکٹر **فرید احمد** پراچہ

مولانا **عبدالرؤف** فاروقی

مولانا **عبدالرشید** انصاری

مولانا **شمس الرحمن** معاویہ

مخدوم **سید محمد زکریا شاہ**

مولانا **سید ضیاء اللہ شاہ** بخاری
مرکزی جمعیت اہلحدیث

مولانا **سعید احمد** اسحاق
جماعت اہلسنت ساہیوال

شیخ **عبدالرشید** راشد
مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

مولانا **کلیم اللہ** رشیدی
مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال

جناب شیخ **اعجاز احمد** رضا

مولانا **محمد نذیر**
مولانا **محمد ارشاد**
حضرت پیر جی قاری **عبدالجلیل**
قاری **عبدالجبار**
مولانا **انعام اللہ شاہ** بخاری
حضرت مولانا **احمد ہاشمی**
حضرت مولانا **عبدالوہاب**
مولانا **زبیر احمد فہیم**
حافظ **طارق مسعود**
مولانا **سید محمد اطہر شاہ** بخاری
مولانا **غلام محمود انور**
مولانا **کفایت اللہ** سالک
مولانا **منظور احمد**
جناب **محمد اسلم** بھٹی
حافظ **محمد عابد مسعود** ڈوگر
مولانا **محمد صفدر** عباس
حافظ **غلام محی الدین**
[redacted] صاحبزادہ **طارق** حفیظ

ان شاء اللہ تعالیٰ

تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماء دینی وسیاسی جماعتوں کے نمائندہ حضرات اور علماء کرام شرکت وخطاب کریں گے، جملہ اہل اسلام سے شرکت کی پُرزور اپیل کی جاتی ہے

الداعیان
عبداللطیف خالد چیمہ کنوینر متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان فون: 040-4460874
(قاری) منظور احمد طاہر، قاری سعید ابن شہید، قاری عتیق الرحمن، قاری بشیر احمد (مولانا) عبدالحفیظ منتظمین ختم نبوت کنونشن ساہیوال

Brands Icon Award 2008 given to Rooh Afza

کامیابی کا یہ قصّہ نیا نہیں
پھر بھی اتنا ہی تازہ ...

اور اس سال Brands Icon Award کا اعزاز اس قصے کا ایک تازہ ترین باب ہے
جو کہ پاکستان کے صرف سات منفرد برانڈز کو نوازا گیا ہے۔
ایک ایسے برانڈ کے لئے جس نے سو سال سے اپنے اعلیٰ معیار کو مسلسل برقرار رکھا ہوا ہے
یہ اعزاز جیسے روز کی بات ہو۔ گو کہ ہر بار یہ خبر اتنی ہی تازہ ہوتی ہے جیسے کہ دنیا کا سب سے
بہترین روایتی مشروب ... روح افزا

Brands of the Year Award 2008

Consumers Choice Award 2008

Merit Export Award 2007-2008

Brands of the year Award 2008
BRAND'S PRIDE OF PERFORMANCE
WWW.BRANDSAWARD.COM

ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Tel: (009221) 6616001-4, E-mail: headoffice@hamdard.com.pk, www.hamdard.com.pk

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ
سریا، بجری اور دیگر سامانِ تعمیر
دے کر جامعہ کے ساتھ

تعاون
فرمائیں

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان
میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔
★ مدرسہ میں شعبۂ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ
اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں
تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
مہتمم
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

Designed by
0300-7345096